محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز
ستاروں کا کھیل
اشتیاق احمد
179
Atlantis Publications
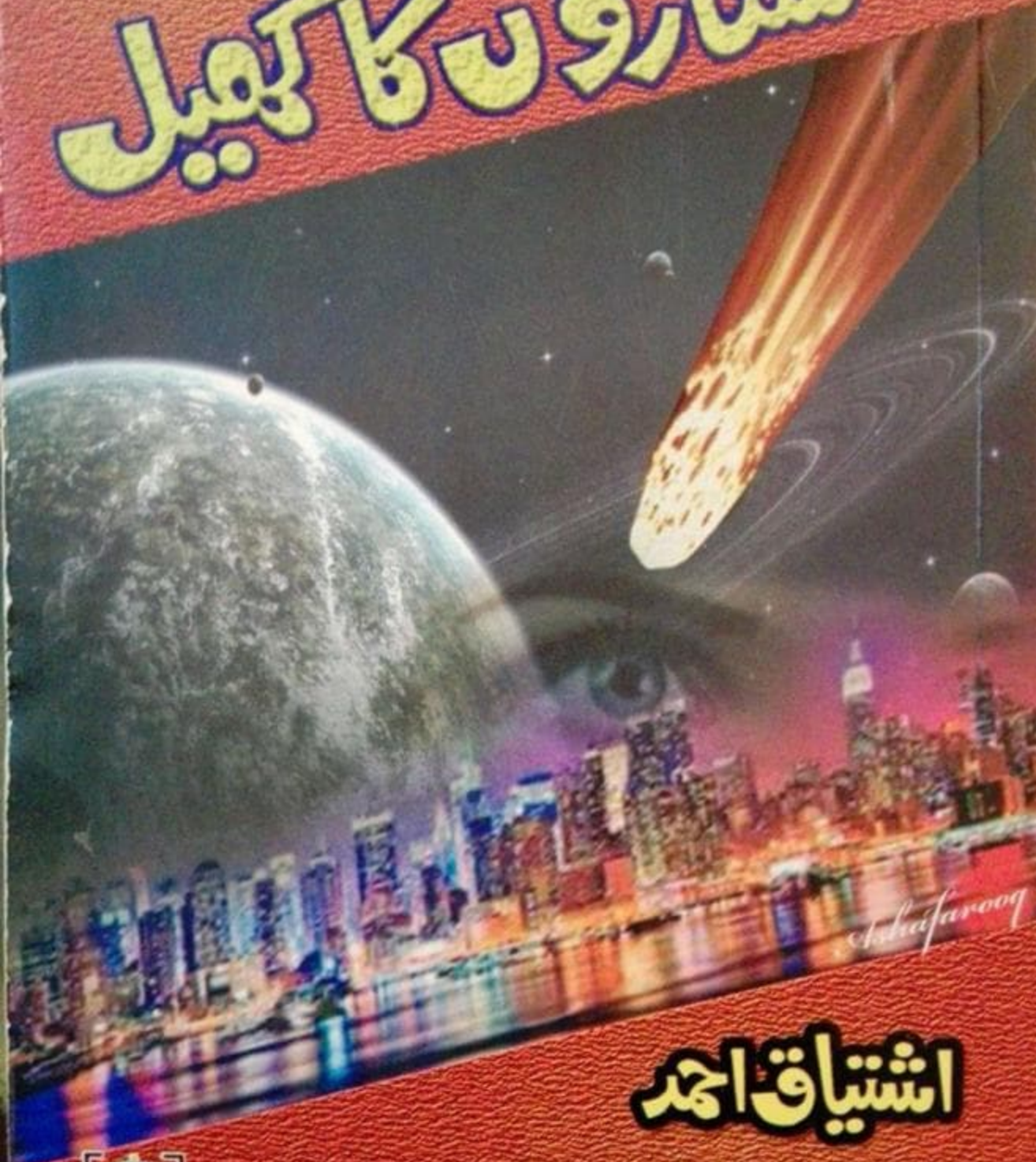
بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمود ، فاروق ، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید کے کارنامے

ستاروں کا کھیل

اشتیاق احمد

اٹلانٹس پبلیکیشنز

تفریح بھی ، تربیت بھی

اٹلانٹس پبلیکیشنز صحت مند ، اصلاحی اور دلچسپ کہانیوں اور ناولوں کی کم قیمت اشاعت کے ذریعے ہر عمر کے لوگوں میں مطالعے اور کتب بینی کے فروغ کیلئے کوشاں ہے۔

ناول — ستاروں کا کھیل
نمبر — انسپکٹر جمشید سیریز نمبر 179
پبلشر — فاروق احمد
قیمت — 110 روپے

ISBN 978-969-601-055-5

ناول حاصل کرنے اور ہر قسم کی خط و کتابت اور رابطے کیلئے مندرجہ ذیل پتے پر رابطہ کریں۔

اٹلانٹس پبلیکیشنز
A-36 ویسٹرن اسٹوڈیو B-16 سائٹ، کراچی
0300-2472238, 32578273, 34268800
ای میل: atlantis@cyber.net.pk
www.inspectorjamshedseries.com

السلام علیکم!

معمول کے عین مطابق اور اُمید سے بھی بڑھ چڑھ کر میں ان دنوں پھر ڈاک کا مارا ہوا ہوں ... اسی لیے دھان پان ہو رہا ہوں ... یوں تو پہلے بھی کچھ کم نہیں ہوں، لیکن خاص نمبر کے بازار میں آنے کے بعد تو کچھ زیادہ ہی ہوجاتا ہوں ... اتنا کہ شاید طاقتور ترین خوردبین بھی ناکام ہوجائے، لہٰذا ایسی کوئی کوشش نہ کر بیٹھیے گا ... بلاوجہ ناکامی کا منہ دیکھیں گے، میرا منہ تو دیکھنے سے رہے۔

اس وقت تک خاص نمبر کے بارے میں جو خطوط موصول ہوئے ہیں، اُن کا نتیجہ ننانوے فیصد ہے ... یعنی سو میں سے ایک خط ناپسندیدگی کا موصول ہوتا رہا ہے ... جب کہ کسی خاص نمبر نے اتنا شاندار نتیجہ حاصل نہیں کیا ... گویا یہ میری زندگی کا سب سے بڑا ناول تو تھا ہی، سب سے کامیاب بھی ہوگیا ... ہاں، جلد بندی کی شکایت بہت زیادہ ہے ... اور اس سلسلہ میں قصور وار جلد بندی کرنے والے ہیں، ان سے جواب طلب کیا جارہا ہے ... آئندہ انشاء اللہ ایسا نہیں ہوگا۔

خونی کھیل

فون کی گھنٹی نے انہیں چونکا دیا ... انسپکٹر جمشید نے جلدی سے ریسیور اُٹھایا اور کان سے لگاتے ہوئے بولے:

''ہیلو! انسپکٹر جمشید بول رہا ہوں ...'' ان کے خاموش ہوتے ہی کسی کے کھنکارنے کی آواز سنائی دی اور پھر اس نے کہا:

''اور یہ اچھا ہی ہے کہ آپ بول رہے ہیں ... میں آپ سے ہی بات کرنا چاہتا ہوں، غور سے سنیے، میرے پاس وقت بہت کم ہے، میں جس جگہ سے بول رہا ہوں، وہاں آج رات ایک خونی کھیل کھیلا جانے والا ہے ... اس خونی کھیل کو شاید آپ روک سکیں، ورنہ یہ کسی طرح بھی ممکن نظر نہیں آتا ... یاد رکھیے، کھیل ضرور خونی ہوگا ... اس میں کوئی شک نہیں۔''

''آپ کہاں سے بول رہے ہیں؟''

''سروپ ولا سے ... اوہ ... کوئی ادھر اُدھر آرہا ہے، اب میں...''

ان الفاظ کے ساتھ ہی ریسیور رکھ دیا گیا، انسپکٹر جمشید کی آنکھوں

میں اُلجھن تیر گئی ... انہوں نے بھی ریسیور رکھ دیا۔

'' معلوم ہوتا ہے، آپ نے کوئی خیر کا فون نہیں سُنا ...'' بیگم جمشید ان کی طرف بغور دیکھتے ہوئے بولیں۔

'' آپ کا خیال ٹھیک ہے امی جان، ابا جان نے ضرور کوئی گڑ بڑ والی خبر سُنی ہے ...'' فاروق مسکرایا۔

'' ایسی کوئی بات نہیں، میرا خیال ہے، فون کرنے والا بات مکمل نہیں کر سکا ...'' فرزانہ نے فوراً کہا۔

'' اُلجھن کی بات دراصل یہ ہے کہ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ فون کہاں سے کیا گیا اور کس نے کیا ...'' محمود نے خیال ظاہر کیا۔

'' ہاں ... قریب قریب یہی بات ہے ... فون کرنے والا صرف اتنا کہہ سکا، میں جس جگہ سے بول رہا ہوں، وہاں آج رات ایک خونی کھیل کھیلا جانے والا ہے ... اس خونی کھیل کو صرف آپ روک سکتے ہیں ... ورنہ اس کا رُکنا ممکن نہیں اور یہ کہ میں سروپ ولا سے بول رہا ہوں ... ابھی وہ اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ کوئی اس طرف چلا گیا اور اسے فون بند کرنا پڑا، شاید وہ پھر فون کرے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم وقت ضائع کریں ... ہمیں اپنے طور پر یہ معلوم کرنے کی کوشش شروع کر دینی چاہیے فون کس جگہ سے کیا گیا ہے، یہ سروپ ولا کہاں ہے؟''

'' سروپ ولا ... ظاہر ہے کسی کوٹھی کا نام ہوگا، لیکن اس کا نمبر اور جائے وقوع کچھ بھی معلوم نہیں، بھلا ان حالات میں ہم کس طرح یہ

بات معلوم کر سکتے ہیں؟'' فاروق اُلجھن کے عالم میں بولا۔

'' ہوں! بات معقول ہے، لیکن ہمیں اپنے طور پر کوشش تو کرنا ہی ہوگی ... نہ جانے وہاں کس قسم کا خونی کھیل کھیلا جانے والا ہے ... ٹھہرو ... پہلے تو میں چند فون کر لوں ...'' یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید فون کی طرف متوجہ ہو گئے۔

وہ ابھی ابھی شام کی چائے پی کر فارغ ہوئے تھے اور صحن میں ہی موجود تھے ... ان کی نظریں اپنے والد پر جمی تھیں، جب کہ بیگم جمشید چائے کے برتن اُٹھانے میں لگ گئی تھیں، اسی وقت سلسلہ مل گیا اور انسپکٹر جمشید بولے:

'' ہیلو خان رحمان ... یہ تم ہی ہو نا۔''

'' میرے ایسے نصیب کہاں جناب کہ میں خان رحمان ہوتا ... میں تو صرف ظہور ہوں ...'' دوسری طرف سے بے چارگی کے عالم میں کہا گیا۔

'' اور ظہور ... یہ تم ہو ... اچھا تو پھر جلدی سے خان رحمان کو بلاؤ۔''

'' ج ... جی بہتر ... لیکن جناب ... ان کا جلد آنا ذرا مشکل ہے۔''

'' کک کیوں ... خیر تو ہے۔''

'' وہ ... وہ باتھ روم میں ہیں جناب۔''

''دھت تیرے کی...'' انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا، اسی وقت ظہور چہکا:

''لیجیے جناب! وہ تو آ ہی گئے... شاید انہوں نے آپ کی آواز سُن لی...'' ظہور بولا۔

''کیا کہہ رہے ہو ظہور... بھلا خان صاحب میری آواز کس طرح سُن سکتے تھے، جب کہ فون تم سُن رہے ہو۔''

''وہ... جی وہ... آپ نے سُنا نہیں، دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔''

''اوہ ہاں! یہ بھی ٹھیک ہے۔''

''ہیلو جمشید... خیریت تو ہے؟''

''بھئی ذرا سروپ ولا تک جانا ہے... سوچا، تمہیں بھی فون کر لوں۔''

''ہاں! میں وہیں جانے کے لیے تو تیار ہو رہا ہوں... تو تمہاری بھی وہاں دعوت ہے۔''

انسپکٹر جمشید دھک سے رہ گئے... اور یہ دھک سے رہ جانا خوشی کی وجہ سے تھا، کیونکہ انہوں نے تو بس یونہی یہ بات کہہ دی تھی... اب انہیں کیا معلوم تھا کہ سروپ ولا کا پتا اس قدر جلد چل جائے گا۔

''نہیں بھئی... یہی تو مصیبت ہے... ہماری دعوت نہیں ہے۔''

''ارے... وہ کیوں... خان غفار تو تمہارا بھی دوست ہے۔''

''خان غفار... تو یہ دعوت اس کے ہاں ہے...'' انسپکٹر جمشید حیران رہ گئے۔

''ارے! تمہیں یہ بھی معلوم نہیں، لیکن ابھی ابھی تو تم کہہ رہے تھے... ذرا سروپ ولا تک جانا ہے۔''

''ہاں! ضرور کہا تھا میں نے... لیکن سچ یہ ہے کہ بے پَر کی اُڑائی تھی...'' وہ مسکرائے۔

''ہائیں ہائیں... جمشید تم بھی بے پَر کی اُڑانے لگے... بھئی یقین نہیں آ رہا۔''

''تو پھر تیار ہو کر اِدھر ہی آ جاؤ... یقین بھی آ جائے گا۔''

''ٹھیک ہے، لیکن ابھی میرے آنے میں شاید کچھ وقت لگ جائے، کیونکہ ابھی یہ حضرت تیار نہیں ہوئے... ان کے سوٹ پر استری ہو رہی ہے اور استری ان کی بیگم کر رہی ہیں۔''

''شاید تم ظہور کی بات کر رہے ہو، تو کیا ظہور کی بھی دعوت ہے؟''

''ہاں! اور اس کی ایک خاص وجہ ہے۔''

''خاص وجہ... وہ کیا؟'' انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

''پچھلے دنوں خان غفار کو ایک اچھے خانساماں کی ضرورت تھی، وہ خانساماں انہیں ظہور نے مہیا کیا تھا، کیونکہ وہ ظہور کا دوست تھا، اس کے کام سے خان غفار بہت خوش ہیں، لہٰذا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اس

موقعے پر ظہور کو بھلا دیا جائے۔''

'' اوہ ... تو یہ بات ہے ... خیر بھئی ... تم پہلے ادھر آنا۔''

'' لیکن جمشید ... تم نے بات تو بتائی ہی نہیں۔''

'' جب یہاں آؤ گے ہی تو یہیں سن لینا ...'' انہوں نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

محمود، فاروق اور فرزانہ خان رحمان کا نام سنتے ہی اپنے اپنے کان ریسیور کے قریب لے جا چکے تھے، لہٰذا یہ ساری گفتگو انہوں نے بھی سن لی تھی:

'' کمال ہے، حیرت ہے، ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اس قدر آسانی سے سروپ ولا کا پتا چل جائے گا۔''

'' اب تم خان غفار کے نمبر ڈائریکٹری میں تلاش کرو ... میرے ذہن میں نمبر نہیں آ رہے اور خان رحمان سے میں پوچھنا بھول گیا ہوں۔''

'' جی بہتر!'' محمود بولا اور پھر تینوں ڈائریکٹری میں گم ہو گئے، آخر انہوں نے نمبر تلاش کر ہی لیا:

'' یہ رہا ابا جان نمبر ...۵۴۵۳۔''

'' ملاؤ نمبر ... جو کوئی بھی ریسیور اٹھائے، اس سے کہنا، خانساماں سے بات کرا دو۔''

'' جی بہتر ...'' محمود بولا اور نمبر ملانے لگا، جونہی سلسلہ ملا، کسی

نے کہا:

'' ہیلو ... کون صاحب بول رہے ہیں؟''

'' میرا نام محمود ہے ... خانساماں سے ملنا ہے۔''

'' اوہ ... لیکن وہ تو بہت مصروف ہیں اس وقت۔''

'' اور مجھے بھی ان سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے ...'' محمود نے کہا۔

'' اچھا! میں کوشش کرتا ہوں ...'' دوسری طرف سے کہا گیا ... ساتھ ہی ریسیور میز پر رکھنے کی آواز سنائی دی۔

'' کیوں ... کیا رہا؟''

'' خانساماں کو بلایا جا رہا ہے۔''

'' لاؤ! ریسیور مجھے دے دو ...'' انسپکٹر جمشید بولے اور ریسیور لے کر کان سے لگا لیا، ایک منٹ بعد آواز سنائی دی:

'' ہیلو ... کون صاحب۔''

'' انسپکٹر جمشید ... تم نے بات درمیان میں چھوڑ دی تھی ... میں نے سوچا ... مکمل ہو جائے۔''

'' اوہ! کمال ہے ... آپ نے کس طرح پتا چلا لیا ...'' اس نے کھنکار کر کہا۔

'' اس بات کو چھوڑو ... ہاں، تو تم کیا کہہ رہے تھے؟''

'' افسوس ... میں کس طرح بتا سکتا ہوں۔''

"ہاں! میں سمجھ گیا، شاید اس وقت یہاں بہت سے لوگ موجود ہیں... انہوں نے کہا۔

"جی ہاں! یہی بات ہے۔"

"خیر... میں سوالات کرتا ہوں... تم صرف ہاں یا نہ میں جواب دیتے جانا... یہ بتاؤ... کیا یہاں کسی کی زندگی خطرے میں ہے؟"

"ہم... میرا خیال یہی ہے۔"

"اور وہ کون ہے؟"

"میں نہیں جانتا..." اس نے جواب دیا۔

"ایسا کرنے والا کون ہے؟"

"مجھے یہ بھی نہیں معلوم۔"

"خیر کوئی بات نہیں... ہم اس دعوت میں شریک ہونے کی پوری کوشش کریں گے۔"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں۔"

"کیا تم ظہور کے دوست ہو؟" انہوں نے پوچھا۔

"اوہ... تو آپ کو ان کے ذریعے سے پتا چلا ہے..." وہ جلدی سے بولا۔

"ہاں! یہی بات ہے... اچھا خیر... تم فکر نہ کرو۔"

یہ کہہ کر انہوں نے ریسیور رکھ دیا۔

"چلو بھئی... تم بھی چلنے کی تیاری شروع کر دو، ہمیں اس دعوت

میں شریک ہونا ہی پڑے گا... نہ جانے وہاں کون سا خونی کھیل کھیلا جانے والا ہے... اور اسے اس بات کا اندازہ کس طرح ہو گیا... صاف ظاہر ہے... اگر وہاں کسی کو کوئی خطرہ ہے تو خانساماں کو کس طرح معلوم ہو گیا، جب کہ خود اس شخص کو بھی خطرے کے بارے میں معلوم نہیں۔"

"لیکن ابا جان! یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ خود خانساماں کو وہم ہو گیا ہو..." فاروق نے اعتراض کیا۔

"ہاں! اس کا بھی امکان ہے، لیکن ایک بات مجھے الجھن میں ڈال رہی ہے... آخر خان غفار نے دعوت میں ہمیں کیوں نہیں بلایا۔ کیا صرف اس لیے کہ وہاں واقعی کوئی خونی کھیل کھیلا جانے والا ہے اور ہماری موجودگی میں وہ کھیل نہیں کھیلا جا سکے گا۔"

"یہ... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ابا جان... اس کا مطلب تو یہ نکلتا ہے کہ خود خان غفار صاحب وہ خونی کھیل کھیلنے والے ہیں۔"

"اگر خان غفار نے جان بوجھ کر ہمیں نہیں بلایا، تب تو ضرور یہ کھیل وہی کھیلنے والا ہے... اور اگر وہ ہمیں بھول گیا تو پھر یہ نہیں کہا جا سکتا... مشکل یہ ہے کہ جب اس نے خان رحمان کو دعوت دی ہو گی تو اس وقت تو ہمارا خیال آنا ضروری تھا، وہ ہمارا مشترکہ دوست ہے۔"

"یہ عجیب معاملہ ہے... ابھی کیس شروع نہیں ہوا، خونی کھیل کھیلا نہیں گیا... مجرم کا نام پہلے ہی معلوم ہو گیا... بھئی واہ..." فاروق حیران ہو کر بولا۔

"خیر ... یہ ضروری نہیں، کوئی اور بات بھی ہوسکتی ہے۔"

تھوڑی دیر بعد دروازے کی گھنٹی بجی اور وہ دروازے کی طرف دوڑ پڑے، کیونکہ انداز خان رحمان کا ہی تھا ... دروازہ کھولتے ہی انہوں نے ایک ساتھ کہا:

"السلام علیکم انکل!"

لیکن دوسرے ہی لمحے وہ دھک سے رہ گئے، کیونکہ وہاں خان رحمان کی بجائے کوئی اور کھڑا تھا۔

☆☆☆

اس کا قد لمبا تھا اور جسم بھاری بھرکم ... کافی طاقت ور آدمی معلوم ہوتا تھا:

"انسپکٹر جمشید یہیں رہتے ہیں؟"

"جی ہاں ... بالکل۔"

"ان کے نام ایک پیغام ہے ..." یہ کہہ کر اس نے ایک نیلا لفافہ آگے بڑھا دیا۔

لفافے میں کاغذ صاف نظر آرہا تھا، محمود نے لفافہ لے لیا، لمبا آدمی مڑا اور سڑک کی طرف چلا گیا ... وہ لفافہ لیے اندر پہنچے:

"وہ انکل نہیں تھے ابا جان ... کوئی اور تھا ... حیرت ہے ... اس نے گھنٹی بالکل انکل خان رحمان کے انداز میں بجائی ہے۔"

"یہ اتفاق ہی ہوسکتا ہے ... خیر دیکھیں اس میں کیا ہے؟" یہ کہہ کر انہوں نے لفافہ کھول ڈالا ... ایک چھوٹے سے سفید کاغذ پر یہ الفاظ لکھے نظر آئے:

"اس ماہ کی تین تاریخیں تمہارے لیے منحوس ہیں، ۹، ۱۹، ۲۹ ان تینوں تاریخوں میں دفتر اور گھر کے علاوہ کہیں جانا تمہارے لیے مفید نہیں ہوگا اور اگر تجربہ کرنا ہو تو کسی ایک تاریخ میں گھر سے نکل کر دیکھ لینا اور پھر میرے علم کے قائل ہو جانا، میں اس قسم کی بے شمار مفید باتیں بتا سکتا ہوں۔

روشن ستارہ نجومی۔"

یہ الفاظ پڑھ کر انہوں نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کاغذ کا پُرزہ ان کی طرف بڑھا دیا ... انہوں نے بھی پڑھا اور پھر محمود بولا:

"یہ کیا ہے ابا جان!"

"اپنی مشہوری کا ایک طریقہ ... اس طرح لوگ جاجا کر اپنے مستقبل کا حال پوچھتے ہیں اور نجومیوں کی جیبیں بھرتے ہیں۔"

"دھت تیرے کی ... میں تو سمجھا تھا ... آگئی کسی مجرم کی طرف سے دھمکی ..." محمود نے جھلا کر ران پر ہاتھ مارا۔

انسپکٹر جمشید نے کاغذ ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا ... عین اسی وقت گھنٹی پھر بجی:

"اس مرتبہ ضرور انکل خان رحمان ہیں ..." فرزانہ چہکی۔

"ہاں ... میرا بھی یہی خیال ہے ..." انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

جلد ہی خان رحمان اور ان کے بیوی بچے مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئے ... سب سے آخر میں ظہور اندر داخل ہوا، اس کے چہرے پر خوشی ہی خوشی تھی:

"خیر تو ہے انکل ظہور، آپ بہت خوش نظر آ رہے ہیں؟" فاروق نے حیرت ظاہر کی۔

"خیر نہ ہوتی تو کس طرح خوش ہوتا ... آؤ بیگم تم کہاں رُک گئیں۔"

"اوہ ... ارے ... تو آپ کی بیگم بھی ساتھ آئی ہیں، لیکن وہ کہاں رُخ گئیں؟"

"شرما رہی ہے ... دروازے کے باہر موجود ہے۔"

"فرزانہ ... جاؤ ... انہیں لے آؤ اور اپنی امی کے پاس پہنچا دو..." انسپکٹر جمشید بولے۔

"جی بہتر ..." فرزانہ نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھی۔

"ہاں جمشید ... اب بتاؤ ... کیا معاملہ ہے؟"

"یہ خان غفار نے اپنی کوٹھی کا نام سروپ ولا کب سے رکھ لیا، مجھے تو پتا ہی نہیں تھا۔"

"پہلی کوٹھی کو گرا کر دوبارہ بنوایا ہے ... نئی کوٹھی کا نام سروپ ولا رکھا گیا ہے ... لیکن میں تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ خان غفار نے تم لوگوں کو

کیوں نہیں بُلایا۔"

"اچھا ہی ہوا انکل ... انہوں نے نہیں بلایا، ویسے وجہ تو وہ خود ہی بتا سکتے ہیں ..." فاروق شوخ لہجے میں بولا۔

"اور یہ اچھا کس طرح ہوا ..." خان رحمان حیران ہو کر بولے۔

"اس طرح کہ آج مہینے کی نو تاریخ ہے ..." فاروق بولا۔

"مہینے کی نو تاریخ ہے تو پھر کیا ہوا ..." خان رحمان کی حیرت اور بڑھ گئی۔

فاروق نے جھک کر ردی کی ٹوکری میں سے سفید کاغذ نکال کر ان کے آگے کر دیا ... انہوں نے اسے پڑھا اور پھر پُر جوش انداز میں بولے:

"اوہ ہاں بھئی ... آج کل شہر میں اس نجومی کا بہت نام ہے ... مجھے بھی اس کا ایک رقعہ ملا تھا، اس کی تمام پیش گوئیاں درست ثابت ہو رہی ہیں، لہٰذا تمہیں بھی احتیاط کرنی چاہیے اور ۹، ۱۹ اور ۲۹ تاریخوں میں کہیں نہیں جانا چاہیے، ویسے میں اس سے ملنے کا ارادہ کر رہا ہوں۔"

"کیا بات کرتے ہو خان رحمان ... میں ان نجومیوں کی باتوں میں نہیں آ سکتا ... اپنا کام کروں گا ... خان غفار نے ہمیں کیوں نہیں بلایا، یہ تو وہی بتا سکتے ہیں۔"

"ارے ..." فرزانہ کے منہ سے نکلا۔

"یا اللہ رحم ... یہ ارے خطرے کی گھنٹی لگتی ہے ..." فاروق کانپ

کر بولا۔

'' فرزانہ ... کیا کہنا چاہتی ہو؟''

'' کیا انکل خان غفار صاحب نے پروفیسر انکل کو نہیں بلایا ہوگا۔''

'' ضرور بلایا ہوگا ... میں نے تو انہیں فون بھی کیا تھا، لیکن وہ ملے ہی نہیں، بازار گئے ہوئے تھے ...'' خان رحمان نے بتایا۔

'' تو اب فون کر لیتے ہیں ...'' انسپکٹر جمشید بولے اور پھر جلدی جلدی پروفیسر داؤد کے نمبر ڈائل کیے ... دوسری طرف سے ان کی آواز سنائی دی:

'' ہیلو ... پروفیسر داؤد بول رہا ہوں۔''

'' یہ میں ہوں پروفیسر صاحب ... اس وقت یہاں خان رحمان بھی پورے گھر سمیت موجود ہیں ... آپ کا کیا پروگرام ہے؟''

'' پورے گھر سمیت ... ارے باپ رے ... جمشید یہ تم کیا کہہ رہے ہو، خان رحمان کا پورا گھر تمہارے گھر میں کس طرح آ سکتا ہے...'' وہ بوکھلا کر بولے۔

'' آپ شاید مذاق کے موڈ میں ہیں ...'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

'' ہاں بھئی ... پتا نہیں کیا بات ہے ... آج میں بہت خوش ہوں... اور شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ آج میں اور شائستہ خان غفار کے ہاں دعوت میں جا رہے ہیں ... ارے تمہاری اور خان رحمان کی بھی تو

دعوت ہوگی۔''

'' خان صاحب کی تو ضرور ہے، ہم غریبوں کو کسی نے نہیں پوچھا۔''

'' خان غفار کی یہ جرأت ... کہ تمہیں نہ بلائے ... ٹھہرو، میں ابھی اس کا ناطقہ بند کرتا ہوں۔''

'' ایک منٹ پروفیسر صاحب ... ذرا ٹھہریے ... یوں مزا نہیں آئے گا ...'' وہ گھبرا کر بولے ... کہ کہیں پروفیسر صاحب سلسلہ بند نہ کر دیں۔

'' تو بتاؤ نا بھئی ... کس طرح مزا آئے گا؟''

'' آپ پہلے یہاں آ جائیں ... جس طرح خان رحمان آ گئے ہیں۔''

'' اور وہ کس طرح آئے ہیں۔''

'' جی ... کیا مطلب ... اپنی کار میں بیٹھ کر آئے ہیں اور کیا ...'' انہوں نے گڑ بڑا کر کہا۔

'' اچھا خیر ... میں آ رہا ہوں ...'' انہوں نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

آدھ گھنٹے بعد وہ بھی شائستہ سمیت وہاں پہنچ گئے:

'' ہاں بھئی کیا معاملہ ہے؟''

'' معاملہ یہ ہے کہ خان غفار نے جمشید کو نہیں بلایا۔''

'' اس کی ایسی کی تیسی ... اس کا باپ بھی بلائے گا جمشید کو۔''

'' ارے باپ رے ... پھر تو مارا گیا میں ...'' انسپکٹر جمشید گھبرا گئے۔

'' مارے گئے ... وہ کیسے؟''

'' ایسے کہ خان غفار کے والد کو فوت ہوئے تو عرصہ ہو گیا اور اُن کے بلانے کا مطلب صاف ظاہر ہے، مجھے کہاں جانا ہوگا ...'' انسپکٹر جمشید بوکھلائے ہوئے انداز میں بولے۔

اور وہ سب مسکرا دیے۔

'' پہلے تو آپ لوگ یہ بتائیں ... وہاں آج دعوت کس سلسلے میں ہے؟''

'' کسی سلسلے میں بھی نہیں، یہ دعوت تو خان غفار ہر سال دیتا ہے ... یہ اور بات ہے کہ تم آج تک اس کی کسی دعوت میں شریک نہیں ہوئے ... مجھے اچھی طرح یاد ہے ... پچھلے سال بھی اس نے تمہیں دعوت دی تھی ... اور تم نے مصروفیات کا بہانہ کر دیا تھا ...'' پروفیسر صاحب بولے۔

'' ہاں! اب مجھے یاد آ گیا، لیکن میں نے بہانہ نہیں کیا تھا ... میں واقعی مصروف تھا۔''

'' پچھلے سال کی ہی بات نہیں ... تم تو اس کی کسی دعوت میں بھی شریک نہیں ہوئے۔''

'' ہاں! یہ ٹھیک ہے، لیکن یہ بھی بالکل درست ہے کہ میں ضرور مصروف رہا ہوں گا ... ورنہ انکار نہ کرتا۔''

'' خیر ... تو کیا اس بار تم چل رہے ہو؟'' پروفیسر صاحب بولے۔

'' یہی تو بات ہے، اس سال اُس نے مجھے بلایا ہی نہیں۔''

'' وہ بے چارہ بُلا کر کرتا بھی کیا، جانتا ہے ... تم نہیں آؤ گے۔''

'' لیکن اس مرتبہ ہم اس دعوت میں ضرور شریک ہوں گے۔''

'' ارے ... وہ کیوں؟'' پروفیسر صاحب چونک اُٹھے۔

'' خان غفار کے خانساماں کا کہنا ہے کہ سروپ ولا میں آج ایک خونی کھیل کھیلا جا رہا ہے۔''

'' خ ... خونی ... کھیل ... ارے باپ رے ...'' پروفیسر داؤد ہکلائے۔

'' کیا مطلب ... اعظم نے یہ بات آپ کو بتائی ہے ...'' ظہور اُچھل پڑا۔

'' اگر خان غفار کے خانساماں کا نام اعظم ہے، تو پھر اُسی نے بتائی ہے۔''

'' اللہ اپنا رحم فرمائے۔''

'' تو اسی اطلاع کی بنا پر تم دعوت میں شریک ہونا چاہتے ہو ...'' پروفیسر داؤد بولے۔

"جی ہاں! یہی بات ہے۔"

"ٹھیک ہے... تم ہمارے ساتھ چلے چلو... خان غفار دم بھی نہیں مار سکے گا۔"

"پہلے تو آپ یہ بتایئے... اس دعوت میں ہوتا کیا ہے؟" انہوں نے پوچھا۔

"بس کھانے پینے کی عام دعوت ہوتی ہے... خان غفار تمام دوستوں کے ساتھ مل بیٹھنے کے لیے یہ دعوت دیتا ہے۔"

"گویا اس دعوت میں کوئی خاص طریقہ اختیار نہیں کیا جاتا۔"

"نہیں... عام دعوت ہوتی ہے۔"

"ٹھیک ہے... آپ لوگ چلیں... ہم آپ سے چند منٹ بعد آئیں گے..." انسپکٹر جمشید بولے۔

"لیکن کیوں! تم لوگ ہمارے ساتھ ہی کیوں نہیں چلتے؟" پروفیسر داؤد بولے۔

"ابھی ہمیں کیا تیاری کرنا ہے... آپ چلیں۔"

"کیا ہم وہاں جاکر خان غفار سے کچھ بات کریں... اس سے پوچھیں کہ اس نے تمہیں کیوں نہیں بُلایا۔"

"جی نہیں... کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں۔"

"اچھی بات ہے... آؤ خان رحمان... چلیں۔"

اور وہ رخصت ہوگئے، ان کے صرف دس منٹ بعد وہ بھی اُٹھ

کھڑے ہوئے:

"میں چاہتا ہوں... تم آج اپنے کھلونے ساتھ لے لو... نہ جانے وہاں کیا حالات پیش آئیں... میں بھی ذرا ایک دو چیزیں لے لوں..." یہ کہہ کر وہ لائبریری میں چلے گئے... خفیہ قسم کی چیزیں وہ لائبریری میں رکھا کرتے تھے۔

پانچ منٹ بعد وہ جیپ میں بیٹھے سروپ ولا کی طرف جا رہے تھے:

"ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ کوئی بڑا خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔"

"ہاں... شاید وہاں کوئی بڑا خطرہ پیش آہی جائے... امکانات ہیں..." انہوں نے کہا۔

"حیرت ہے... اس پوری کوٹھی میں صرف ایک خانساماں نے یہ خطرہ محسوس کیا اور کسی نے بھی نہیں۔"

"اگر سب ہی خطرہ محسوس کرلیتے تو دعوت کس طرح ہوسکتی تھی... وہ بولے۔

بیس منٹ کے سفر کے بعد انہیں سروپ ولا دکھائی دینے لگا... یہ ایک محل نما عمارت تھی... اس کے پچھلی طرف اَن گنت کاریں کھڑی نظر آرہی تھیں... انہوں نے بھی اپنی جیپ پارک کی اور صدر دروازے کی طرف بڑھے۔

دور سے ہی انہوں نے دیکھ لیا، صدر دروازے پر خان غفار کھڑے مہمانوں کا استقبال کر رہے تھے۔

☆☆☆☆☆

درازوں میں

ایک ساتھ قدم اُٹھاتے وہ صدر دروازے سے نزدیک ہوتے چلے گئے اور پھر خان غفار کی نظریں ان پر پڑیں ... ان کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ اُلجھن بھی نمودار ہوگئی ... وہ بڑبڑائے:

"یہ ... یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔"

"کم از کم یہ خواب نہیں ہے خان غفار۔"

"اس بار میں نے تمہیں دعوت نہیں دی تھی، کیونکہ تم آتے ہی نہیں ... تو دعوت کیا دی جائے ... لیکن تم آگئے ... میرے لیے اس سے زیادہ حیرت کی بات اور کیا ہوسکتی ہے ..." خان غفار نے کہا۔

"لیکن خان غفار ... اس بات پر حیران تو ہوا جاسکتا ہے، اُلجھن نہیں محسوس کی جاسکتی ... جب کہ میں نے صاف محسوس کیا ہے کہ ہماری آمد نے تمہیں اُلجھن میں مبتلا کردیا ہے ... کیا خیال ہے ... ہم واپس چلے جائیں۔"

"میں اُلجھن ضرور محسوس کر رہا ہوں ... نہ جانے کیا ہو رہا ہے

... ہر بات امید کے خلاف ہو رہی ہے ...'' ان کی آواز میں ہلکی سی
کپکپاہٹ تھی۔

'' کیا مطلب؟''

'' آؤ میرے ساتھ ... ارشد ... تم باقی مہمانوں کا استقبال کرو ...
میں ابھی آتا ہوں ...'' انہوں نے اپنے ساتھ کھڑے نوجوان آدمی سے
کہا۔

'' اوکے سر! آپ فکر نہ کریں ...'' اس نے کہا۔

'' اور وہ انہیں ساتھ لے کر اندر کی طرف چل پڑے۔

'' یہ ارشد کون ہے؟''

'' میرا منیجر ہے ...'' انہوں نے کہا۔

'' ہمیں کہاں لیے جارہے ہو؟''

'' ایک الگ تھلگ کمرے میں ... تم سے وہیں بات ہوسکتی ہے۔''

'' یا اللہ رحم ... کوئی گڑبڑ معلوم ہوتی ہے۔''

'' ہاں! بہت بڑی گڑبڑ ... میں تو خود پر حیران ہوں ... میں نے
خود تمہیں فون کر کے کیوں نہیں بُلا لیا ... بس شاید اسی لیے کہ تم نہیں آؤ
گے ... آنے سے انکار کر دو گے۔''

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ ایک کمرے کے سامنے پہنچ گئے،
دروازہ بند تھا ... اُنہوں نے ایک چابی سے تالا کھولا اور اندر داخل
ہوگئے ... اندر داخل ہونے کے بعد انہوں نے دروازہ بند کر کے تالا لگا

دیا اور ان کی طرف مُڑے:

'' م ... میں بہت خطرہ محسوس کر رہا ہوں جمشید۔''

'' کیسا خطرہ؟''

'' اس دعوت کو کوئی شخص درہم برہم کرنے کی ٹھانے ہوئے
ہے... وہ کون ہے، میں نہیں جانتا۔''

'' کیا مطلب؟'' وہ چونک اُٹھے۔

'' دعوت کا انتظام پرسوں سے کیا جارہا ہے ... کل ایک میز کی
دراز میں سے تین پھنیر سانپ برآمد ہوئے ... ملازمین بال بال بچے ...
آج صبح ایک اور میز کی دراز میں سے سبز رنگ کے بڑے بڑے بچھو نکل
پڑے ... وہ اَن گنت تھے ... تم خود سوچو ... اگر یہ سانپ اور بچھو مین
دعوت کے وقت باہر نکل پڑتے تو کیا ہوتا ہے ... کیا سب کچھ درہم برہم
نہ ہوجاتا۔''

'' ہاں بالکل ہوجاتا، لیکن یہ حرکت تو تمہارے کسی ملازم کی ہی
ہوسکتی ہے ... کیونکہ آج سے پہلے یہاں مہمان تو کوئی موجود نہیں رہا
ہوگا۔''

'' ہاں ... مہمان کوئی نہیں پہنچا تھا ... آج ہی آنے شروع ہوئے
ہیں ... سب ہی مہمان مقامی ہیں، لہٰذا ان کا ایک دو روز پہلے یہاں پہنچ
جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ... البتہ انتظامات کے لیے میں نے
اپنے دوست جابر رضا کو ضرور بلایا تھا اور فیکٹری کے منیجر کو بھی ... ان

کے علاوہ گھر کے ملازم ہی ہیں۔''

'' سانپ اور بچھو گھر کی میزوں سے ملے ہیں یا دعوت کے سلسلے میں منگوائی گئی میزوں سے۔''

'' گھر کی میزوں سے ... دعوت والی میزوں میں درازیں نہیں ہیں ...'' انہوں نے کہا۔

'' کیا ان سانپوں اور بچھوؤں کو مار دیا گیا؟''

'' ہاں! بڑی مشکل سے ... اچھی خاصی ہڑبونگ مچ گئی تھی ... خدا کا شکر ہے ... وہ دعوت کے موقعے پر نمودار نہیں ہوئے۔''

'' معاملہ بہت پیچیدہ ہے ... بہت باریک بینی سے ہر چیز کا جائزہ لینا ہوگا ... ان میزوں کو بھی دیکھنا ہوگا ... تمہیں اپنے کسی ملازم پر تو شبہ نہیں۔''

'' سب ہی ملازم پرانے اور وفادار ہیں ... ایک خانساماں ضرور نیا ہے، لیکن وہ بھی بہت اچھا آدمی ہے اور کھانا پکانے کا ماہر بھی۔''

'' وہی جو خان رحمان کے باورچی کے ذریعے ملازم رکھا گیا ہے؟'' انہوں نے سرسری انداز میں پوچھا۔

'' ہاں ... بالکل وہی ... تو تمہیں یہ بات معلوم ہے۔''

'' ہاں! ظہور سے معلوم ہوئی تھی ... کوئی اور بات ... جو تم بتانا چاہو۔''

'' اور بات یہ کہ میں بہت خوف زدہ ہوں۔''

'' اور اس قدر خوف زدہ ہوتے ہوئے بھی تم نے مجھے بلانے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔''

'' محسوس کی تھی ضرورت ... لیکن مجھے تم پر غصہ تھا ... تم آتے جو نہیں ... لہٰذا میں نے اپنے دوست انسپکٹر خاور کو ضرور فون کر دیا تھا ... وہ آکر سارے حالات کا جائزہ لے چکے ہیں اور یہیں موجود ہیں ... ان کا کہنا ہے، اب کوئی خطرہ نہیں ہے۔''

'' ہوں! کیا تم اس دعوت کو ملتوی نہیں کر سکتے۔''

'' نہیں اب یہ کس طرح ہو سکتا ہے ... مہمان کیا کہیں گے ... لوگ کیا کہیں گے۔''

'' تمہیں کسی نجومی کی طرف سے تو کوئی خط نہیں ملا؟'' انسپکٹر جمشید کچھ سوچ کر بولے۔

'' نجومی کی طرف سے ... نہیں تو ... کیوں؟'' انہوں نے حیران ہو کر پوچھا۔

'' یونہی ایک خیال آ گیا تھا ... تم کچھ خیال نہ کرو ... حالات بہت خوفناک ہیں ... آخر سانپ اور بچھو میزوں کی درازوں میں کسی نے رکھے اور کیوں کر رکھے ... یہ اتنا آسان کام تو نہیں ہے۔''

'' اسی لیے تو میں پریشان ہوں۔''

'' خیر ... پہلے ہم ایک ایک چیز کا جائزہ لے لیں ... جب تک ہم اشارہ نہ دیں ... کھانے پینے کا کوئی پروگرام شروع نہ کیا جائے۔''

"اچھی بات ہے ... ایسا ہی ہوگا۔"

عین اسی وقت ایک کان پھاڑ دینے والا دھماکا ہوا، وہ لرز ا اُٹھے۔

☆☆☆

"اُف خدا ... یہ ... یہ کیا تھا۔"

"جلدی دروازہ کھولو خان غفار ... آج کچھ نہ کچھ یہاں ہوکر رہے گا ... ہم آتش فشاں کے دہانے پر موجود ہیں ..." انسپکٹر جمشید نے لرزتی آواز میں کہا۔

"خان غفار نے دوڑ کر دروازہ کھول دیا اور پھر سب باہر کی طرف بھاگے ... ملازمین اور دوسرے لوگ ایک سمت میں دوڑتے نظر آئے:

"کیا ہوا؟" خان غفار چیخ اُٹھے۔

"ہال میں دھماکا ہوا ہے جناب ..." ایک ملازم بلند آواز میں بولا۔

"آؤ میرے ساتھ ..." خان غفار نے کہا اور بلا کی رفتار سے دوڑے، وہ ان سے بھی تیز دوڑ رہے تھے، لہٰذا آگے نکل گئے، لیکن ہال کے دروازے پر ٹھٹک کر رُک گئے ... دروازوں اور کھڑکیوں سے گہرا دھواں نکل رہا تھا ... اور سب لوگ برآمدے میں جمع ہو کر پھٹی پھٹی

آنکھوں سے اس دھوئیں کو دیکھ رہے تھے ... پھر انہیں بڑبڑا کر پیچھے ہٹنا پڑا، کیونکہ دھواں بہت تیزی سے برآمدوں میں پھیل رہا تھا ... پیچھے ہٹتے ہٹتے سب لوگ باغ میں آگئے ... اکثر کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے ... دھواں بہت زہریلا تھا۔

"دھوئیں کا بم مارا گیا ہے ..." محمود بڑبڑایا۔

"ہاں ... خانساماں نے غلط نہیں کہا تھا ... یہاں ضرور کوئی خونی کھیل کھیلا جارہا ہے ..." فاروق نے دبی آواز میں کہا۔

فائر بریگیڈ کو فون کردیا گیا تھا، لیکن کوٹھی سے آگ کے شعلے بلند نہیں ہوئے تھے ... صرف دھوئیں کا بم تھا ... اس سے آگ نہیں لگی تھی ... تاہم فائر بریگیڈ کے عملے نے گیس ماسک پہن کر ہال کا اندر سے جائزہ لے ڈالا ... اندر سے دس بے ہوش آدمیوں کو نکالا گیا ... انہیں فوراً ہسپتال پہنچایا گیا، ہسپتال سے لوٹنے والوں نے اطلاع دی کہ وہ دس کے دس آدمی خطرے سے باہر ہیں، تاہم اگر وہ کچھ دیر اور دھوئیں میں رہ جاتے تو کئی ضرور مر جاتے۔

دھواں صاف ہونے میں آدھ گھنٹا لگا، تب کہیں جاکر وہ اندر داخل ہوئے ... ہال میں چیزیں اُلٹ پلٹ پڑیں تھیں ... یہ ہال کے اندر موجود آدمیوں کے اندھا دھند انداز میں بھاگنے کی وجہ سے الٹی تھیں ... ایسے میں انہوں نے خان رحمان کی آواز سُنی:

"یہ ... یہ کیا ہورہا ہے جمشید؟" ان کی آواز میں لرزش تھی۔

"اسی لیے تو ہم یہاں آنا چاہتے تھے ..." انسپکٹر جمشید سنجیدہ
آواز میں بولے۔

"کیا مطلب ..." پروفیسر داؤد بولے۔

اب انہیں خانساماں کے فون کے بارے میں بتانا پڑا ... وہ
ساکت رہ گئے:

"ابا جان ... اب تک ہم نے خانساماں سے بات نہیں کی ..."
فرزانہ بول پڑی۔

"موقع ہی کہاں ملا ہے ... دھوئیں کے بم نے اور بھی گڑبڑ پھیلا
دی ... آؤ ... پہلے اسی سے بات کرلیں۔"

ایک ملازم سے انہوں نے خانساماں کے بارے میں پوچھا اور
کوٹھی کے پچھلے حصے کی طرف نکل آئے، کیونکہ اس طرف ایک کھلا
میدان تھا اور اس میدان میں مہمانوں کے لیے کھانا تیار ہو رہا تھا۔
دھماکے کا اثر اس جگہ بھی تھا اور کھانا پکانے والے ہاتھ پر ہاتھ
دھرے بیٹھے تھے۔

"آپ لوگوں میں سے اعظم کون ہے؟" انسپکٹر جمشید بولے ...
ایک شخص فوراً اُٹھ کھڑا ہوا، اس نے کچھ کہنے کی کوشش کی، لیکن انہیں
یوں محسوس ہوا جیسے اس کے گلے میں کچھ پھنس گیا ہو، آخر اس نے کہا:

"جی اعظم ... میں ہوں ..." یہ ایک پتلا دبلا آدمی تھا۔

پھر وہ ان کی طرف دیکھتے ہی چونک اُٹھا اور تیزی سے ظہور کی

طرف بڑھا:

"اوہ ... دست ... یہ تم ہو۔"

اور وہ اس کے گلے لگ گیا:

"ارے ارے بھئی ... پہلے ان سب حضرات سے مل لو ... میں تو
تم سے بعد میں بھی مل لوں گا ..." ظہور نے گھبرا کر کہا۔

"میرے دوست تو تم ہو ... پہلے تم سے کیوں نہ ملوں ... اُف
خدا ... دھماکا کتنا خوفناک تھا ... ہمارے حواس ابھی تک ٹھکانے نہیں
آئے۔"

"بھئی پہلے ان لوگوں سے مل لو۔"

"اوہ اچھا ..." یہ کہہ کر وہ ان کی طرف مڑا۔

"تو آپ اعظم ہیں؟"

"جی ہاں! اس میں کوئی شک نہیں کہ میں اعظم ہوں۔"

"تب پھر ہمیں آپ سے نہیں ملنا ..." انسپکٹر جمشید بولے۔

"جی ... کیا مطلب ..." ظہور اور اعظم ایک ساتھ بولے۔

"کم از کم مجھ سے ان صاحب نے فون پر بات ہرگز نہیں کی
تھی۔"

"اوہ!" ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

☆☆☆☆☆

ڈنکا

'' آخر بات کیا ہے جناب؟''

'' کیا تم نے انسپکٹر جمشید صاحب کو کچھ دیر پہلے ان کے گھر فون کیا تھا؟''

'' مم ... میں نے ... نہیں تو ... بھلا میں کیوں فون کرتا۔''

'' میں نے پہلے ہی کہا تھا ... کہ انہوں نے فون نہیں کیا، کیونکہ ان کی آواز اس آواز سے ذرا بھی نہیں ملتی جو میں نے فون پر سُنی تھی ... لل ... لیکن ... عجیب بات تو یہ ہے کہ سروپ ولا کا پتا چلنے کے بعد میں نے خود فون کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ خانساماں کو فون پر بلا دیں ... چنانچہ جس شخص سے بات کرائی گئی ... اس کی آواز بھی وہی تھی جو پہلے سنائی دی تھی ... آخر یہ کس طرح ہوسکتا ہے ...'' انہوں نے حیران زدہ لہجے میں کہا۔

'' انتہائی حیرت انگیز ... سنسنی خیز اور ہنگامہ آرا ...'' فاروق بڑبڑایا۔

'' معاملہ ہر لمحے اُلجھتا ہی جارہا ہے ... خدا جانے اس کوٹھی میں کیا ہو رہا ہے ...'' فرزانہ بولی۔

'' کیا آپ نے کچھ دیر پہلے یہاں کوئی خطرہ محسوس کیا تھا؟''

'' نہیں تو۔''

'' اور کیا پرسوں اور کل میز کی درازوں سے سانپ اور بچھو نکلے تھے؟''

'' ہاں خیر ... ایسا تو ہوا تھا، لیکن ہم نے یہی خیال کیا تھا کہ ضرور کسی کی شرارت تھی اور وہ سانپ اور بچھو بے ضرر تھے ...'' اعظم نے کہا۔

'' آؤ بھئی چلیں ... فون کرنے والا ضرور کوئی اور تھا ...'' انسپکٹر جمشید نے مڑتے ہوئے کہا، پھر بولے:

'' لیکن کون ... یہ کس قدر عجیب بات ہے ... وہ تو اس کوٹھی کو مصیبت سے بچانا چاہتا تھا ... اس خونی کھیل کو روکنے کا خواہش مند تھا جو یہاں کھیلا جانے والا ہے ... تو پھر بھلا اس نے ایک فرضی نام سے کیوں فون کیا ... اپنے اصل نام سے فون کرنے میں اسے کیا خطرہ تھا ... وہ کون ہے جس نے سانپ اور بچھو میزوں کی درازوں میں رکھے اور کیوں ... آخر وہ کیا چاہتا ہے ... اور اب دھوئیں کا بم مار کر وہ کیا مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے۔''

'' صاف ظاہر ہے ابا جان ... وہ انکل خان غفار کو خوف زدہ کرنا

چاہتا ہے ... '' فرزانہ بول اٹھی۔

'' اوہ ہاں ... بالکل یہی بات ہے ... اس کے علاوہ کوئی بات ہو ہی نہیں سکتی ... آؤ ... خان غفار کے پاس چلیں، اس سلسلے میں وہی کوئی کام کی بات بتا سکتے ہیں ... '' انہوں نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھانے لگے۔

خان غفار اب باغ میں تھے اور تمام مہمانوں کے ساتھ بیٹھے تھے... سب لوگ آپس میں باتیں کر رہے تھے ... ان کا انداز سرگوشیاں کرنے کا تھا... ان کے چہرے ستے ہوئے تھے ... پورے باغ پر خوف وہراس کی فضا طاری تھی۔

'' خان غفار ... ذرا ادھر آئیں ... '' انسپکٹر جمشید نزدیک پہنچ کر بولے۔

ان کی آواز پر دوسروں نے بھی سر اُٹھا دیے ... اور پھر ایک پولیس انسپکٹر اُٹھ کر تیزی سے ان کی طرف بڑھا... خان غفار بھی اُٹھ کھڑے ہوئے۔

'' السلام علیکم سر... میں انسپکٹر خاور ہوں ... '' پولیس انسپکٹر نے نزدیک آکر کہا۔

'' خوشی ہوئی آپ سے مل کر ... آپ نے کیا اندازہ لگایا، یہ سب کیا ہے؟ ''

'' ابھی تک میں کچھ بھی نہیں سمجھ سکا۔ ''

'' ہوں ... خان غفار میرے ساتھ آؤ ... یوں بات نہیں بنے گی... '' انہوں نے کہا اور ان کے ساتھ ایک دور کے گوشے میں چلے آئے، خان رحمان اور پروفیسر داؤد بھی ساتھ تھے:

'' ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی شخص تمہیں خوف زدہ کرنا چاہتا ہے، سوال یہ ہے کہ کیوں؟ ''

'' میں خود حیران ہوں ... میری کسی سے کوئی دشمنی نہیں، نہ میں نے کسی کا کچھ بگاڑا ہے۔ ''

'' ان سب باتوں سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ سانپ اور بچھو کہاں سے حاصل کر لیے گئے ... '' فرزانہ حیرت زدہ انداز میں بولی۔

'' ہاں واقعی ... سانپ اور بچھو کوئی بازاروں میں تو بکتے نہیں ... '' فاروق نے منہ کھولا۔

'' خیر یہ کوئی ٹیڑھا مسئلہ نہیں، سانپ اور بچھو تو میرے اپنے ہی چڑیا گھر کے تھے ... '' خان غفار نے بتایا۔

'' جی ... کیا مطلب ... آپ کے چڑیا گھر کے۔ ''

'' ہاں! یہ شوق ابھی چند سال پہلے ہی مجھے شروع ہوا تھا... کوٹھی کے پچھلے حصے میں میں نے ایک چھوٹا سا چڑیا گھر بنوایا ہے، اس میں کچھ سانپ اور بچھو بھی ہیں ... چند اور خوبصورت ترین جانور بھی ہیں، کسی روز آیئے گا، دکھا دوں گا۔ ''

'' تو آپ کے خیال میں وہ سانپ اور بچھو آپ کے چڑیا گھر

سے چرائے گئے اور میزوں کی درازوں میں رکھ دیے گئے تھے ... '' محمود نے جلدی سے کہا۔

'' ہاں ! بالکل یہی بات ہے ، اس میں کوئی شک نہیں۔ ''

'' اور کیا وہ سانپ اور بچھو بے ضرر تھے؟ ''

'' سانپ ضرور بے ضرر تھے، لیکن بچھوؤں کو بے ضرر کرنے کا طریقہ شاید آج تک دریافت نہیں ہو سکا۔ ''

'' اور کیا آپ نے جانوروں کی دیکھ بھال کے لیے کوئی ملازم رکھا ہوا ہے، میر امطلب ہے جو ان سانپوں اور بچھوؤں کو بھی سنبھالتا ہے۔ ''

'' ہاں! میں نے چڑیا گھر کے ایک ریٹائرڈ ملازم کو رکھا ہوا ہے، اس کا نام ڈنکا ہے۔ ''

'' ڈنکا! '' ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

'' جی ہاں ڈنکا ... کیوں آپ لوگ اسے جانتے ہیں ... '' خان غفار نے حیرت زدہ آواز میں کہا۔

'' نہیں ! عجیب سا نام ہے، اس لیے سُن کر حیرت ہوئی تھی ... '' محمود بولا۔

'' ہاں تو خان غفار ... تم نے ان واقعات سے کیا نتیجہ نکالا ہے۔ ''

'' مجھے افسوس ہے، ابھی تک کوئی نتیجہ نہیں نکال سکا ... '' انہوں

نے کہا۔

'' خیر ... اب کیا پروگرام ہے؟ ''

'' کھانا تیار ہے ... اور غالباً اب تک لگایا بھی جا چکا ہوگا، لہٰذا کھانا ضرور کھایا جائے گا ... '' انہوں نے جواب دیا۔

اسی وقت گھنٹا بجا، یہ کھانے کا اعلان تھا:

'' آئیے ... پہلے کھانا کھالیں۔ ''

'' محمود! ڈاکٹر انصاری صاحب کو فون کردو ... '' انسپکٹر جمشید بولے۔

'' جی کیا مطلب ... ان کی کیا ضرورت پڑگئی ... '' محمود چونکا۔

'' ضرور پڑ گئی ہے، اسی لیے تو کہہ رہا ہوں ... '' انہوں نے منہ بنایا اور محمود تیز تیز قدم اُٹھاتا چلا گیا۔

پانچ منٹ بعد سب لوگ کھانے کے لیے میزوں پر پہنچ چکے تھے ... میزیں باغ میں لگائی گئی تھیں ... باغ کوٹھی کے چاروں طرف تھا اور بہت کشادہ تھا ... چہار دیواری کے ساتھ ساتھ پھولوں کے پودے لہلہا رہے تھے۔

'' حضرات ... آپ سب کو اجازت ہے، کھانا شروع کریں ... '' خان غفار نے بلند آواز میں کہا۔

'' ایک منٹ ! ابھی کھانا شروع نہیں کیا جائے گا ... '' انسپکٹر جمشید چلا اٹھے۔

"کیا مطلب؟" کئی آوازیں اُبھریں۔

"مطلب یہ کہ اس کھانے میں بھی گڑبڑ ہوسکتی ہے۔"

"جی ... کیا!!" کئی خوف زدہ آوازیں اُبھریں۔

"جی ہاں ... خان صاحب ... آپ اپنے چڑیا گھر سے کوئی بلی یا طوطا منگوائیے، ہم اس کھانے کو چیک کریں گے ..." انہوں نے کہا۔

"اوہ!" ان کے منہ سے نکلا۔

باغ میں سنسنی کی لہر دوڑ گئی ... خان غفار نے ایک ملازم کو مخاطب کیا:

"سرور! ڈنکا سے کہو، ایک بلی پکڑ لائے۔"

"جی بہتر!" ملازم نے کہا اور قریباً دوڑتا ہوا چلا گیا۔

سب لوگ اسی سمت میں دیکھنے لگے، پھر وہ ملازم، ڈنکا کے ساتھ آتا نظر آیا، ڈنکا نے دائیں ہاتھ میں ایک بلی پکڑ رکھی تھی ... سفید رنگ کی خوبصورت سی بلی ... انہوں نے دیکھا، ڈنکا لمبے تڑنگے جسم کا آدمی تھا، اس کا رنگ سیاہی مائل تھا اور آنکھوں میں تیز چمک تھی، اس کے جسم پر گوشت بہت کم تھا، یوں لگتا تھا جیسے کھال ہڈیوں پر منڈھ دی گئی ہو۔

"کیا حکم ہے سرکار؟" اس نے نزدیک آ کر کہا۔

"تم میری سب سے خوبصورت بلی لے آئے ... جب کہ یہاں بلی کی موت اور زندگی کا معاملہ ہے۔"

"جی کیا مطلب ... موت اور زندگی کا معاملہ ..." اس نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! ہم لوگوں کا خیال یہ ہے کہ اس کھانے میں گڑبڑ ہے ... لہٰذا بلی کو کھانا کھلا کر تجربہ کیا جائے گا۔"

"اوہ تو یہ بات ہے ... ٹھہریے میں دوسری بلی لاتا ہوں۔"

اس نے کہا اور دوڑنے لگا ... جلد ہی وہ ایک بھوری بلی کو لے آیا ... انسپکٹر جمشید نے کھانے کی کچھ چیزیں بلی کے آگے ڈال دیں ... بلی ان پر ٹوٹ پڑی۔

اچانک اس کے حلق سے ایک دل دوز چیخ نکل گئی ... اور وہ تڑپنے لگی ... مہمانوں کی سٹی گم ہوگئی ... جسموں میں تھرتھری دوڑ گئی ... موت ان کے کس قدر قریب سے گزر گئی تھی ... اگر وہ لوگ یہ کھانا کھا لیتے تو بلی کی جگہ خود تڑپ رہے ہوتے۔

ان کے دیکھتے ہی دیکھتے بلی ساکت ہوگئی۔

"اُف خدا! ہم بال بال بچے ..." ایک مہمان نے کانپتی آواز میں کہا۔

"خان غفار ... کوئی شخص تم سے دشمنی پر آمادہ ہے ... نہ صرف تم سے بلکہ ہم سب سے ... خدا کے لیے اس خونی دعوت کو اب ختم کر دو... ہم لوگوں کو اپنے اپنے گھر جانے کی اجازت دے دو ... نہ جانے یہاں اور کیا ہونے والا ہے ..." ایک مہمان نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"یہ ... یہ میرے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے ... میں نے آپ لوگوں کو دعوت پر بلایا اور دعوت نہ کھلا سکا ... آپ لوگوں کو بھوکا کس طرح چلا جانے دو ..." خان غفار نے اُلجھن کے عالم میں کہا۔

"لیکن ہم لوگ زہریلا کھانا بھی تو نہیں کھا سکتے ... اب اگر اور کھانا تیار کرایا گیا تو بہت دیر ہوجائے گی اور اس بات کی بھی ضمانت ہے کہ وہ کھانا زہر سے محفوظ نہیں ہوگا ... ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی پاگل شخص یہ سب کچھ کر رہا ہے ... دیکھیے نا ... وہ اتنے بہت سے آدمیوں کو موت کے گھاٹ اُتارنے کا انتظام کر بیٹھا تھا، حالانکہ اس کی دشمنی اگر ہے تو صرف آپ سے ... نہ کہ ہم سب سے ..." ایک اور مہمان نے جلدی جلدی کہا۔

"ہاں! آپ ٹھیک کہتے ہیں ... خیر ... اب یہ دعوت پھر کسی روز ہوگی، میں آپ سب لوگوں کے سامنے شرم سے پانی پانی ہورہا ہوں، اُمید ہے، آپ لوگ مجھے معاف فرمائیں گے۔"

"کوئی بات نہیں ... اس میں آپ کا کیا قصور ہے ... کوئی شخص آپ کو پریشان کرنے پہ تلا ہوا ہے ... آپ کو چاہیے، جلد از جلد اس کا پتا چلائیں، ورنہ وہ آپ کو کہیں کا نہیں چھوڑے گا۔"

"آپ فکر نہ کریں، خوش قسمتی سے یہاں انسپکٹر جمشید موجود ہیں، میں انہیں نہیں جانے دوں گا ... وہ یہیں ٹھہر کر اس معاملے کی تحقیقات کریں گے ... کیوں ٹھیک ہے نا ..." یہ کہہ کر انہوں نے ان کی طرف

دیکھا۔

"ہاں! ٹھیک ہے، اس معاملے کی تفتیش کرنا ہی ہوگی، کیونکہ معاملہ اب بہت سنگین ہوچکا ہے ... اگر میں خبردار نہ کردیتا تو یہاں پچاس ساٹھ آدمی موت کا جام پی چکے تھے ... اور یہ خبر شاید اس سال کی سب سے بُری خبر ثابت ہوتی۔"

"تو پھر ہم تو چل دیے ..." کئی مہمان بول اُٹھے۔

مہمان جلدی جلدی رُخصت ہونے لگے ... یہاں تک کہ سبھی چلے گئے ... البتہ جابر رضا اور وہ لوگ رہ گئے ... خان رحمان اور پروفیسر داؤد بھی نہیں گئے تھے۔

"آپ لوگ بھی جانا چاہیں تو چلے جائیں ..." انسپکٹر جمشید نے ان سے کہا۔

"بے چینی بڑھتی جا رہی ہے، جب تک یہ معلوم نہ کرلیں کہ یہ چکر کیا ہے، یہاں سے جانے کو جی نہیں چاہے گا ..." خان رحمان مسکرائے۔

"میرا بھی یہی حال ہے ..." پروفیسر داؤد بولے۔

"جیسے آپ کی مرضی ... خان غفار ... تم باقی سب لوگوں کو ایک کمرے میں جمع کرلو ... میں اس کمرے سے تفتیش کا آغاز کروں گا، اُمید ہے کہ ایک دو گھنٹے کے اندر اپنا کام مکمل کرلوں گا۔"

"اچھی بات ہے ... کیا ملازمین کو بھی جمع کروں۔"

"ہاں بالکل ... یہ بہت ضروری ہے۔"

تھوڑی دیر بعد سب لوگ ڈرائنگ روم میں جمع ہو چکے تھے ... اور صوفوں اور کرسیوں پر بیٹھ چکے تھے، لیکن اطمینان اور سکون ان سب کے چہروں سے غائب تھا ... وہ بہت بے چین اور پریشان تھے ... ایسے میں انسپکٹر جمشید بولے:

"کیا میں تفتیش شروع کروں۔"

"ہاں ضرور ... کیوں نہیں ..." خان غفار بولے۔

"کیا سب لوگ یہاں موجود ہیں؟"

"ہاں ! سب آ چکے ہیں ..." خان غفار بولے۔

"بھئی دیکھ لیں، کوئی صاحب رہ نہ گئے ہوں ..." انسپکٹر جمشید بولے۔

"بھلا کوئی کیوں رہنے لگا، جب کہ میں سب کو یہاں آنے کا حکم دے چکا ہوں ..." خان غفار نے منہ بنایا۔

"ہوں ٹھیک ہے، اچھا تو میرا پہلا سوال ہے ..." انسپکٹر جمشید نے کہنا شروع کیا ہی تھا کہ رک گئے، کیونکہ اسی وقت فرزانہ اُچھل پڑی... اس کی آنکھوں میں شدید حیرت نظر آئی۔

"کیا بات ہے فرزانہ ... خیر تو ہے۔"

"ابا جان ... وہ ... یعنی کہ وہ نہیں ہے ..." فرزانہ ہکلائی

"وہ نہیں ہے ... کون نہیں ہے ... تم کیا کہنا چاہتی ہو؟" انسپکٹر

جمشید جلدی سے بولے۔

"ہاں! اس کا کوئی نام تو ضرور ہوگا ..." فاروق بولا۔

"وہ ... ڈنکا۔"

"ڈنکا ..." ان سب کے منہ سے نکلا اور پھر وہ دھک سے رہ گئے، کیونکہ ڈنکا واقعی ڈرائنگ روم میں نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆
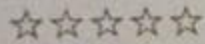
یہاں کیوں آئے

"ڈنکا... تم کہاں ہو..." خان غفار چلائے، لیکن ڈنکا کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا... اب وہ ملازم کی طرف مڑے:

"سرور... جا کر دیکھو... یہ احمق کہاں رہ گیا۔"

"جی بہتر!" سرور نے کہا اور دوڑتا ہوا باہر نکل گیا۔

سب لوگ اس کا انتظار کرنے لگے... آخر وہ آیا اور بدحواس ہو کر بولا:

"ڈنکا کا کہیں پتا نہیں ہے۔"

"کیا مطلب؟" خان غفار چونکے۔

"وہ نہ باہر ہے، نہ اندر۔"

"پہلے تو اسے تلاش کرنا ہوگا..." یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید اُٹھ کھڑے ہوئے۔

دوسرے بھی ان کے پیچھے باہر آگئے... پہلے انہوں نے کوٹھی کا جائزہ لیا، پھر باہر نکلے اور چڑیا گھر کی طرف آئے... لیکن کہیں بھی ڈنکا

نظر نہ آیا۔

"حیرت ہے... وہ کہاں چلا گیا..." فاروق بڑبڑایا۔

"اس کے غائب ہونے کا مطلب تو یہی ہے کہ ان وارداتوں سے اس کا گہرا تعلق ہے..." فرزانہ نے جواب دیا۔

"ہاں ٹھیک ہے... تم تینوں کوٹھی میں اور اس کے اردگرد پھیل جاؤ... اور ایک ایک چیز کا جائزہ لو... ڈنکا کے کوارٹر کا جائزہ بھی ضروری ہے... کیوں خان غفار... اس کا کوارٹر کہاں ہے۔"

"چڑیا گھر کے ساتھ ہی ہے۔"

"ہم بہت جلد آپ کو رپورٹ دیں گے ابا جان... فکر نہ کریں، آؤ بھئی..." محمود نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

تینوں وہاں سے چل کر ڈنکا کے کوارٹر میں داخل ہوئے، یہاں ہر طرف بے ترتیبی کے آثار تھے... چیزیں اُلٹ پلٹ پڑی تھیں، لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے یہ آج کی نہیں بہت عرصے کی اُلٹ پلٹ پڑی ہوں اور ڈنکا نے کبھی انہیں اُٹھانے کی ضرورت نہ محسوس کی ہو، بستر بھی میلا کچیلا تھا اور یوں لگتا تھا جیسے اسے مدت سے جھاڑا نہ گیا ہو... انہوں نے جلدی جلدی کوارٹر کو دیکھا... ڈنکا تو واقعی یہاں نہیں تھا، لیکن اس کی چیزیں ضرور موجود تھیں اور وہ ان کا جائزہ تو لے ہی سکتے تھے۔

کپڑوں کا ایک ٹرنک انہیں نظر آیا... وہ اس پر جھک گئے، لیکن اس میں بھی میلے کچیلے کپڑے بھرے ہوئے تھے۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے، جیسے یہ شخص اس کوارٹر میں تو رہتا ہی نہیں
تھا، اب سوال یہ ہے کہ اگر یہاں نہیں رہتا تھا تو پھر کہاں رہتا تھا...
جب وہ بلی کو لے کر آیا تھا، اس وقت تو اس کے جسم پر بہت صاف
ستھرے کپڑے تھے..." محمود بولا۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ اب یہ شخص بہت پُراسرار بن چکا
ہے... اور اس کیس کو حل کرنے کے لیے اس کی موجودگی ضروری
ہے..." فرزانہ بڑبڑائی۔

"لیکن ہم اسے تلاش کہاں کریں..." محمود نے منہ بنایا۔

"کیوں نہ روشن ستارہ نجومی کے پاس چلیں..." فاروق مسکرایا۔

"بھئی فضول باتیں نہ کرو... اوہ... ارے..." فرزانہ کہتے کہتے
چونک اٹھی۔

"کیوں... کیا بات ہے... کیا کوئی نئی بات سوجھ گئی ہے..."
محمود حیران ہو کر بولا۔

"یہ روشن ستارہ میری سمجھ میں نہیں آیا... ابا جان تک کو اس نے
رقعہ بھیج دیا... آج نو تاریخ ہی تو ہے، لیکن ابھی تک تو ابا جان کو کوئی
خطرہ پیش نہیں آیا... میرا خیال ہے، اس سے مل ہی لینا چاہیے، لگے
ہاتھوں ہم اس سے ڈنکا کا پتا بھی معلوم کرلیں گے۔"

"تم دونوں کا دماغ تو نہیں چل گیا..." محمود نے جل کر کہا۔

"بھئی اس میں حرج ہی کیا ہے... آخر وہ یہ کیوں چاہتا ہے کہ

ابا جان ۹، ۱۹ اور ۲۹ تاریخوں میں گھر سے نہ نکلیں... یا کم از کم آج
کی رات یہ چاہتا ہوگا کہ نہ نکلیں... خیر... ہم ابا جان سے مشورہ کرلیتے
ہیں..." فرزانہ بولی۔

"ابا جان ضرور ہمارا مذاق اُڑائیں گے..." محمود نے کہا۔

"آؤ تو سہی..." فرزانہ بولی اور واپس مڑ گئی۔

تینوں ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے... سب لوگ یہاں موجود
تھے، انسپکٹر جمشید جابر رضا سے کچھ کہہ رہے تھے... انہیں دیکھ کر خاموش
ہوگئے، پھر بولے:

"کیوں... کیا ہوا... ڈنکا مل گیا؟"

"جی ابھی نہیں ملا۔"

"تو کیا اس کی تلاش مکمل ہوگئی۔"

"جی نہیں... ابھی تلاش مکمل نہیں ہوئی... ہمیں دراصل ایک
خیال سوجھا ہے..." فرزانہ بولی۔

"ان دونوں کو سوجھا ہے ابا جان... میں اس خیال میں شامل
نہیں..." محمود جلدی سے بولا۔

"میں سمجھ گیا... بتاؤ فرزانہ... خیال کیا ہے؟"

"کیوں نہ ہم ڈنکا کا پتا روشن ستارہ نجومی سے پوچھیں۔"

"کیا مطلب!!!" خان رحمان، پروفیسر داؤد، خان غفار اور
دوسرے حیرت زدہ انداز میں چلا اُٹھے، لیکن ان میں انسپکٹر جمشید شامل

نہیں تھے۔

'' آپ نے جواب نہیں دیا ابا جان ...'' فرزانہ بے چین ہو کر بولی۔

'' جواب کیا دیں ... ایک احمقانہ تجویز کا جواب کیا ہو سکتا ہے ...''

محمود نے منہ بنایا۔

'' نہیں بھئی ... یہ تجویز احمقانہ نہیں ہے ... اس کی طرف جانے کا تو خود میرا ارادہ تھا، خیر اب تم لوگ ہی چلے جاؤ۔''

'' جی ... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟'' محمود حیرت زدہ رہ گیا۔

'' بھئی اس میں حرج بھی کیا ہے۔''

'' چلو محمود ... اب زیادہ شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ... کبھی کبھی آدمی کو بیٹھے بٹھائے بھی شکست ہو جاتی ہے ...'' فاروق نے مذاق اُڑانے والے انداز میں کہا۔

'' چلو ...'' محمود نے غرا کر کہا۔

انسپکٹر جمشید اور دوسرے مسکرا دیے ... تینوں باہر نکل آئے ... اور جیپ میں بیٹھ کر روانہ ہوئے ... پتا انہوں نے اس کاغذ پر پڑھ ہی لیا تھا ... پندرہ منٹ بعد وہ ایک خیمے کے سامنے رُکے ... خیمہ ایک میدان میں لگا ہوا تھا ... اندر روشنی ہو رہی تھی ... لیکن اس وقت خیمے کے آس پاس کوئی نہیں تھا ... وہ دبے پاؤں چلتے خیمے کے دروازے تک پہنچ گئے ... اسی وقت ایک کرخت آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی:

'' یہ چوروں کی طرح کون خیمے کی طرف آرہا ہے، مردانہ وار آؤ۔''

نہ جانے اس آواز میں کیا تھا ... انہیں ایک جھٹکا سا لگا ... آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی ... محمود نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

'' بولتے کیوں نہیں ... معلوم ہوتا ہے، تم کسی نیک ارادے سے نہیں آئے ... ٹھہرو ... میں خود ہی باہر آتا ہوں۔''

ان الفاظ کے ساتھ ہی خیمے کا پردہ اُٹھا اور ایک لمبا تڑنگا آدمی ان کے سامنے آ کھڑا ہوا، اس کے جسم کی رنگت سیاہی مائل تھی، آنکھوں میں تیز چمک تھی، جسم پر گوشت نہ ہونے کے برابر تھا اور چہرے پر سیاہ داڑھی تھی۔

'' کون ہو تم؟'' اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

'' ضرور مند ... ایک شخص گم ہو گیا ہے، ہمیں آپ کی مدد سے اس کا سراغ لگانا ہے۔''

'' یہ میرے ریاض کا وقت ہے ... اس وقت میں مشق کرتا ہوں، ملاقات نہیں کرتا ... بھاگ جاؤ ... صبح آنا۔''

'' صبح تک تو وہ آدمی نہ جانے کہاں کا کہاں پہنچ جائے گا جناب ... آپ کی بڑی مہربانی ہوگی ...'' محمود نے درخواست کی۔

'' اچھا خیر ... آجاؤ اندر ... تم بھی کیا یاد کرو گے۔''

"شکریہ روشن ستارہ صاحب ..." فاروق خوش ہو کر بولا۔

تینوں اس کے پیچھے اندر داخل ہوئے ... اندر ایک قالین بچھا تھا... وہ اس پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا اور انہیں بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا... تینوں اس کے سامنے اسی کے انداز میں بیٹھ گئے تو بولا:

"ہاں! اب بتاؤ... کون گم ہوگیا ہے ... اس کا نام کیا ہے اور ہاں فیس پہلے نکال دو۔"

"جی پہلے ... اور اگر آپ اس کا پتا نشان نہ بتا سکے تو؟"

"تو فیس واپس ..." وہ بولا۔

"اچھا خیر ... کتنی فیس دیں۔"

"میری فیس دو سو روپے فی سوال ہے۔"

"تب تو ہم بس ایک ہی سوال پوچھیں گے ... یہ کہ ڈنکا نامی آدمی کہاں ہے، تھوڑی دیر پہلے وہ خان غفار نامی آدمی کی کوٹھی میں موجود تھا، اب نہیں ہے۔"

"بس بس ... مجھے زیادہ تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں ... میں ابھی حساب لگائے دیتا ہوں، دو سو روپے نکالو۔"

محمود نے جیب میں سے بٹوہ نکالا اور دو سو روپے نکال کر اس کے آگے رکھ دیے، اس نے ان کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا:

"بس ٹھیک ہے، اب ڈنکا کی ماں کا نام بتائیے، تاکہ میں حساب کتاب لگا سکوں۔"

"جی ماں کا نام ..." فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں! ماں کا نام ... اس کے بغیر میں حساب نہیں لگا سکتا، علم نجوم میں ماں کا نام ضروری ہے۔"

"لیکن جناب ہمیں تو اس کے باپ کا نام بھی معلوم نہیں ..." فاروق نے پریشان ہو کر کہا۔

"تب تو مجھے افسوس ہے، میں تم لوگوں کی کوئی مدد نہیں کرسکتا ... دو سو میں سے ایک سو روپیہ اُٹھا لو اور خیمے سے نکل جاؤ۔"

"اور سو روپے یہیں رہنے دیں ..." محمود حیران ہو کر بولا۔

"ہاں! میں اپنے وقت کی قیمت ہر حال میں وصول کرتا ہوں..." اس نے کہا۔

"اور کیا آپ یہاں اکیلے ہی رہتے ہیں؟" فاروق نے پوچھا، ادھر محمود نے ایک نوٹ اُٹھا کر جیب میں رکھ لیا۔

"کیوں تمہارے ارادے تو نیک ہیں ..." اس نے چونک کر کہا۔

"ہاں! ہمارے ارادوں کو کیا پوچھتے ہیں، وہ تو ہمیشہ ہی نیک ہوتے ہیں ..." فاروق مسکرایا۔

"تو پھر سنو! میرے تین خادم ہیں، لیکن اس وقت یہاں ان میں سے ایک بھی موجود نہیں، اپنا اپنا کام کرنے اِدھر اُدھر گئے ہوئے ہیں۔"

"یہ جان کر خوشی ہوئی ..." فاروق خوش ہو کر بولا۔

"کیا مطلب ... تم کیا کہنا چاہتے ہو ..." اس نے منہ بنا کر کہا۔

"کیوں محمود! ہم کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"فرزانہ سے کیوں نہیں پوچھتے ..." محمود نے جل کر کہا۔

اسی وقت قدموں کی آواز اُبھری ... اور ایک شخص اندر داخل ہوا، دوسرے ہی لمحے وہ اُچھل پڑے، کیونکہ اندر داخل ہونے والا شخص ڈنکا کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا، اس کے ساتھ ہی روشن ستارہ نے کہا:

"ڈنکا! تم اس وقت یہاں کیوں آئے۔"

☆☆☆☆☆

خطوط

ڈنکا کے منہ سے ایک لفظ نہ نکل سکا، نکلتا بھی کیسے، وہ تو انہیں دیکھ رہا تھا ... اور مارے حیرت کے اس کا بُرا حال تھا ... آخر روشن ستارہ نے ہی کہا:

"ڈنکا! کیا بات ہے، تمہیں سانپ تو نہیں سونگھ گیا، لیکن نہیں، سانپ تو تمہیں سونگھ ہی نہیں سکتا ... پھر کیا زبان کو تالا لگ گیا ہے۔"

"یہ ... یہ لوگ یہاں ..." اس کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

"کیوں! کیا تم ان لوگوں کو جانتے ہو؟"

"جی ہاں، کیوں نہیں ... یہ انسپکٹر جمشید کے بچے ہیں، تھوڑی دیر پہلے یہ خان غفار کے ہاں بھی موجود تھے ... اور مجھے خان غفار کے ہاں سے خوف کے عالم میں ان لوگوں کی وجہ سے ہی بھاگنا پڑا ہے۔"

"کیا مطلب ... تفصیل سے بتاؤ۔"

"بعد میں تفصیل سنتے رہیے گا جناب ... ہمیں اجازت دیجیے ..." فاروق نے جلدی سے کہا۔

"ٹھہرو ... تم اس طرح نہیں جاسکتے، پہلے میں تفصیل سنوں گا اور پھر ..." ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ایک لہریے دار خنجر نظر آیا۔

"یہ ... یہ کیا؟" محمود بوکھلا اُٹھا۔

"چپ چاپ کھڑے رہو، ہاں ڈنکا ... تفصیل بتاؤ۔"

ڈنکا کانپ اُٹھا اور پھر اس کے ہونٹ ہلے:

"خان غفار کے ہاں میں اپنا کام مکمل کرچکا تھا ... آخری وار ... یعنی کھانے میں زہر ملا چکا تھا اور رُخصت ہونے ہی والا تھا کہ ایسے میں خان غفار نے ایک بلی منگائی ... بلی لے کر باغ میں گیا تو وہاں ان لوگوں کو دیکھا ... ان کے والد نے ہی کھانے میں زہر کا خیال ظاہر کیا تھا ... میں تو بلی دیتے ہی وہاں سے کھسک لیا ... کیونکہ ان لوگوں کی تیز نظروں سے بچنا بہت مشکل تھا، لیکن میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ یہاں بھی پہنچ جائیں گے، آخر یہ یہاں کیا کرنے آئے تھے۔"

"اس بات کو چھوڑو ... اور یہ بتاؤ کہ اب ان کا کیا کریں۔"

"انہیں جانے دو باس۔"

"دماغ تو نہیں چل گیا ... ان کو جانے دیا تو پھر ہمیں بھی یہاں سے بوریا بستر سمیٹنا ہوگا۔"

"پھ ... پھر ..." ڈنکا ہکلایا۔

"پھر یہ کہ ان لوگوں کا صفایا کر دیا جائے ... دفن کرنے کی

یہاں بہت جگہ ہے ... ان کے باپ کے فرشتوں کو بھی پتا نہیں چلے گا۔"

"بھئی واہ ... کتنا اچھا پروگرام ہے ..." فرزانہ خوش ہو کر بولی۔

"باس ... آپ ان لوگوں کو نہیں جانتے ..." ڈنکا نے کانپتی آواز میں کہا۔

"چلو تم بتا دو، تم ان کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"یہ بہت خطرناک ہیں ... ہمیں ان کے سائے سے بھی دور بھاگنا چاہیے۔"

"ابھی پتا چل جائے گا، یہ خطرناک ہیں یا ہم۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس نے ان پر چھلانگ لگائی، تینوں بھڑک کر اِدھر اُدھر ہوگئے ... اور روشن ستارہ ڈنکا سے ٹکرایا ... ڈنکا کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکل گئی۔

اور انہوں نے یہ دہشت ناک منظر دیکھا کہ اس کے پیٹ سے خون کا فوارہ پھوٹ لیا تھا ... روشن ستارہ کے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر اس کے پیٹ میں اُتر گیا تھا۔

اس ہولناک منظر نے لمحے بھر کے لیے روشن ستارہ کو بھی بوکھلا دیا... پھر اس نے اپنے سر کو ایک جھٹکا دیا اور ان کی طرف جھپٹا۔

"محمود ... خیمے سے باہر ..." فرزانہ چلائی۔

"ہاں! یہ ٹھیک رہے گا ... خیمے سے باہر ہم اس کا مقابلہ زیادہ بہتر طور پر کرسکیں گے ..." یہ کہتے ہی محمود نے دروازے کی طرف

چھلانگ لگا دی، لیکن روشن ستارہ نے آنکھ اُٹھا کر بھی دروازے کی طرف نہ دیکھا، وہ تو فاروق پر خنجر کے مسلسل وار کر رہا تھا اور فاروق بجلی کی سی تیزی سے دائیں بائیں اور آگے پیچھے جھکائی دے رہا تھا... فرزانہ کو جو موقع ملا تو ایک لات روشن ستارہ کی کمر پر رسید کر دی ... وہ لڑکھڑا گیا... فاروق کے لیے اتنا ہی موقع کافی تھا... اس نے بھی دروازے کی طرف چھلانگ لگا دی ... فرزانہ بھلا کہاں رُکنے والی تھی ... جونہی دونوں باہر نکلے ... محمود کی مرجھائی ہوئی آواز کانوں سے ٹکرائی:

'' کہاں رہ گئے تھے؟''

'' روشن ستارہ نے کھانے پر روک لیا تھا... '' فاروق نے جل کر کہا۔

اتنے میں روشن ستارہ طیش کے عالم میں خیمے سے نکلتا نظر آیا... خون آلود خنجر چاند کی روشنی میں بہت خوفناک لگا ... وہ پھرتی سے ادھر اُدھر ہوگئے اور درختوں کا رُخ کیا۔

اب وہ تین مختلف سمتوں میں تین درختوں کی اوٹ لے چکے تھے... اور روشن ستارہ حیرت زدہ سا کھڑا سوچ رہا تھا کہ اب کیا کرے... شاید اسے ایسے میں ڈنکا کے الفاظ بھی یاد آرہے تھے ... اچانک وہ تیزی سے جھکا اور پھر تیر کی طرح ایک درخت کی طرف جھپٹا ... اس درخت کے پیچھے محمود موجود تھا... اس سے پہلے کہ محمود اس درخت کے پیچھے سے نکل کر کسی اور درخت کی اوٹ لیتا... روشن ستارہ

کا رُخ یک لخت مڑ گیا... اب جو انہوں نے دیکھا تو وہ غائب تھا:

'' ارے ... یہ کہاں گیا؟''

'' اس نے ہماری ترکیب چرالی ... '' فرزانہ حسرت زدہ لہجے میں بولی۔

'' کیا مطلب؟ '' محمود کی آواز اُبھری۔

'' اب وہ بھی کسی درخت کی اوٹ لے چکا ہے اور ہمارے لیے پہلے کی نسبت زیادہ خطرناک ثابت ہوسکتا ہے، کیونکہ اس کے پاس خنجر موجود ہے ... '' اس نے جلدی جلدی کہا۔

'' اگر اس کے پاس خنجر موجود ہے تو کیا ہوا، ہمارے پاس بھی چاقو موجود ہے اور میرا چاقو اس کے خنجر کے مقابلے میں زیادہ کارآمد چیز ہے ... بس ہمیں اب کرنا یہ ہے کہ کمر درختوں سے لگا لو ... اور منہ دوسری طرف ... تاکہ وہ جس طرف سے بھی حملہ کرے ... ہم اسے آتے ہوئے دیکھ سکیں ... '' محمود نے کہا۔

'' بالکل ٹھیک ... اب اس کے سوا کوئی ترکیب نہیں ہوسکتی ... '' فاروق نے کہا۔

محمود نے جوتے کی ایڑی میں سے چاقو نکال کر کھول لیا، ساتھ ہی انہوں نے اپنے رُخ تبدیل کر لیے، لیکن انتظار کرتے ہوئے کئی منٹ گزر گئے ... روشن ستارہ کی صورت نظر نہ آئی:

'' ارے بھئی روشن ستارہ صاحب ... آپ کہاں چل دیے ... ہم

انتظار کر رہے ہیں ...'' فاروق نے ہانک لگائی، لیکن کوئی جواب نہ ملا۔

'' معلوم ہوتا ہے ... وہ بھاگ نکلا ...'' فرزانہ بولی۔

'' ہاں! اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ ہم عام لوگ نہیں ہیں کہ اس کے خنجر سے خوف زدہ ہو جائیں گے، چنانچہ اس نے بھاگ نکلنے میں ہی عافیت سمجھی، لیکن یہ فیصلہ اس نے اس وقت کیا، جب وہ اپنا ایک ساتھی گنوا چکا ہے۔''

'' ہوں! آؤ ... اس کی خیمے کی تلاشی لیں۔''

تینوں نے ایک بار چاروں طرف دیکھا، لیکن روشن ستارے کے کہیں آثار نظر نہ آئے ... آخر درختوں کی اوٹ سے نکل کر خیمے میں داخل ہوئے اور یہ دیکھ کر چونک اُٹھے کہ ڈنکا ابھی زندہ تھا، تاہم وہ سخت تکلیف میں مبتلا تھا، انہیں دیکھ کر اس نے اپنے ہاتھوں کو حرکت دی اور بمشکل بولا:

'' مم ... مجھے ... مجھے بچالو ... ہسپتال لے چلو۔''

'' ہاں ٹھیک ہے ... یہ بہت ضروری ہے ... جاؤ محمود ... جیپ خیمے کے پاس لے آؤ۔''

'' اچھی بات ہے ...'' محمود نے کہا اور خیمے سے نکل گیا ... جیپ انہوں نے خیمے سے کافی فاصلے پر روکی تھی۔

'' یہ سب کیا چکر ہے مسٹر ڈنکا؟''

'' میں ... آپ لوگوں کو سب کچھ بتا دوں گا ... پہلے مجھے ہسپتال

پہنچا دیں ... میں مرا جا رہا ہوں ...'' اس نے بہت مشکل سے کہا۔

'' ہاں، تم فکر نہ کرو ... ہمارا بھائی جیپ لینے گیا ہے، چند منٹ لگیں گے ... اس دوران تم جو کچھ بتا سکتے ہو، وہ تو بتا دو نا۔''

'' کک کیا بتا دوں ... میں نہیں جانتا، یہ شخص چاہتا کیا ہے ... اس کا پروگرام کیا ہے ... کسی کام کی وجہ ہمیں نہیں بتاتا ... بس حکم دیتا ہے ... یہ کرنا ہے، وہ کرنا ہے۔''

'' تب پھر تم ہسپتال جا کر بھی کیا بتا سکو گے ...'' فاروق نے منہ بنایا۔

'' تفصیلات ... کہ اس نے اب تک ہم سے کیا کیا کام لیے ہیں۔''

'' ہوں، ٹھیک ہے ... خان غفار صاحب کی دعوت کے کھانے کو زہر آلود کیوں کیا گیا تھا، آخر ان سب لوگوں کو موت کے گھاٹ کیوں اُتارا جانے والا تھا؟''

'' میں اس کی وجہ بھی نہیں جانتا ... خود مجھے بھی۔''

اچانک اسے ایک ہچکی آئی اور گردن ڈھلک گئی ... اسی وقت محمود اندر داخل ہوا:

'' چلو بھئی ... لے چلیں اسے۔''

'' اب اسے کسی علاج کی ضرورت نہیں ...'' فرزانہ بڑبڑائی۔

'' اوہ!'' اس کے منہ سے نکلا۔

اس نے جھک کر ڈنکا کی نبض ٹٹولی اور پھر ہاتھ چھوڑ دیا:

'' پہلے تو ہمیں روشن ستارے کا سامان دیکھ لینا چاہیے ... شاید ہمارے مطلب کی کوئی چیز مل جائے اور یہ بات سمجھ میں آجائے کہ آخر یہ شخص چاہتا کیا تھا ... '' فرزانہ بولی۔

انہوں نے ایک ایک چیز کا جائزہ لینا شروع کیا، لیکن علم نجوم کے سامان کے سوا وہاں اور کوئی چیز نہ مل سکی ... آخر وہ واپس آئے ... ایک پبلک فون بوتھ سے اکرام کو فون کیا:

'' ہیلو انکل اکرام ... آپ کو روشن ستارہ نجومی کا ٹھکانا تو معلوم ہوگا۔''

'' ہاں کیوں نہیں، خیر تو ہے۔''

'' اس کے خیمے میں ایک عدد لاش موجود ہے اور وہ خود غائب ہے۔''

'' لاش ... ارے باپ رے ... '' اکرام گڑبڑا گیا۔

'' جی ہاں! ڈنکا کی لاش ... '' یہ کہہ کر اس نے ریسیور رکھ دیا اور خان غفار کی کوٹھی کی طرف روانہ ہوئے۔

انسپکٹر جمشید اندر ہی تھے، ان کے چہروں کی طرف دیکھ کر مسکرائے:

'' معلوم ہوتا ہے ... کوئی مہم سر کر کے آرہے ہو۔''

'' آپ نے کس طرح اندازہ لگایا؟ '' محمود حیران ہو کر بولا۔

'' میں تو یہاں تک بتا سکتا ہوں کہ اس مہم کے دوران تم لوگوں کو درختوں کے پیچھے چھپنا بھی پڑا ... اور شاید کوئی زخمی بھی ہوا ہے، لیکن کوئی دوسرا ... تم نہیں ... '' وہ جلدی جلدی بولے۔

تینوں بوکھلا کر اپنا جائزہ لینے لگے ... فاروق کی قمیض پر خون کے باریک سے دھبے نظر آئے۔

'' خون کے دھبوں سے زخمی ہونے والا اندازہ تو خیر لگایا جاسکتا ہے، لیکن آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم درختوں کے پیچھے بھی چھپے تھے۔''

'' تمہارے بالوں میں کیکر کے ننھے ننھے پھول پھنسے ہوئے ہیں۔''

'' اوہ! '' وہ مسکرا دیے۔

'' ہاں تو کیا کر آئے؟ ''

'' ایک حیرت انگیز بات معلوم ہوئی ہے ابا جان ... روشن ستارہ نجومی کسی مجرمانہ سرگرمی میں مصروف ہے ... ڈنکا بھی اس کا آدمی تھا۔''

'' کیا!!! '' ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

'' جی ہاں! ڈنکا اس کا آدمی تھا ... اسی کے اشارے پر اس نے میزوں کی درازوں میں سانپ اور بچھو رکھے تھے اور کھانے میں زہر ملایا تھا۔''

'' لیکن کیوں ... وہ کیا چاہتا ہے؟ ''

"ابھی تک ہم یہ بات معلوم نہیں کر سکے ... ڈنکا روشن ستارہ کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے، حملہ اس نے ہم پر کیا تھا ... زد میں وہ آ گیا ... خود وہ بھاگ نکلا۔"

"افسوس! تمہیں چاہیے تھا، اسے بھاگنے نہ دیتے ..." انسپکٹر جمشید بولے۔

"جی بس! ہم یہ خیال کرتے رہے کہ وہ ہم پر حملہ کرنے کے لیے درختوں کے پیچھے چھپا ہے، لیکن وہ درختوں ہی درختوں میں ہوتا نکل گیا۔"

"خیر ... دیکھا جائے گا ... اور کوئی خاص بات۔"

"جی نہیں۔"

"اس کا مطلب ہے ... روشن ستارہ سنجیدگی سے خان غفار صاحب اور دوسرے مہمانوں کو موت کے گھاٹ اُتار دینا چاہتا تھا، آخر کیوں ... اسے اتنے بہت سے آدمیوں سے کیا دشمنی تھی ..." یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید خان غفار کی طرف مڑے:

"اس راز سے پردہ صرف تم اُٹھا سکتے ہو خان غفار۔"

"مم ... میں ... یہ تم کیا کہہ رہے ہو جمشید ..." خان غفار حیران ہو کر بولے۔

"کیا روشن ستارہ کی طرف سے تمہیں کوئی خطرہ ملا تھا؟"

"ہاں! کئی خط ملے تھے، لیکن میں نجومیوں کی باتوں میں کبھی

نہیں آتا ... میں نے ان خطوط کی طرف کوئی توجہ نہیں دی تھی۔"

"وہ خطوط تو آپ کے پاس محفوظ ہیں ..." فرزانہ جلدی سے بولی۔

"ہاں! خطوط موجود ہیں۔"

"مہربانی فرما کر وہ خطوط لے آئیں۔"

"ابھی لاتا ہوں ..." خان غفار نے کہا اور جلدی جلدی ڈرائنگ روم سے نکل گئے ... تھوڑی دیر بعد لوٹے تو ان کے ہاتھ میں تین خط تھے۔

انہوں نے ایک خط کھولا اور سب اسے پڑھنے کے لیے جھک گئے، لکھا تھا:

"خان غفار صاحب!"

آپ پر ان گنت مصیبتیں ٹوٹنے والی ہیں ... ان مصیبتوں سے بچنے کا بس ایک ہی حل ہے ... یہ کہ میری خدمات حاصل کریں ... بصورت دیگر آپ ان مصیبتوں سے بچ نہیں سکیں گے۔

روشن ستارہ۔"

اس کے بعد انہوں نے دوسرا خط کھولا، اس کے الفاظ تھے:

"آپ نے دیکھ لیا ... آپ کار کے حادثے سے بال بال بچے ... آپ کو نہیں معلوم، آپ کے ستارے گردش میں ہیں انہیں گردش سے نکالنا ہوگا، اگر نہ نکالا گیا تو آپ بہت بڑی مصیبتوں کا شکار ہو جائیں

گے ... یہاں تک کہ موت کا نوالہ بن جائیں گے، آپ ہی نہیں ... آپ کے ساتھ نہ جانے کتنے لوگ ... اس ساری مصیبت کا بس ایک ہی حل ہے ... میری خدمات حاصل کریں۔

روشن ستارہ۔''

تیسرا خط کھولا گیا ... اس کے الفاظ یہ تھے:

'' آپ نے میرے کسی خط پر توجہ نہیں دی ... اب آپ جانیں ... آپ کا کام ... پہاڑ جیسی مصیبتیں منہ کھولے آپ کی طرف بڑھ رہی ہیں، لیکن آپ کو معلوم نہیں ... خیر ... میرا کیا نقصان ہے ... تباہی آپ کا مقدر ہو چکی ہے۔

روشن ستارہ۔''

'' بس ... یا کوئی اور خط بھی ملا ہے۔''

'' ان تینوں سے پہلے ایک خط ملا تھا ... وہ اس کی طرف سے پہلا خط تھا ... میں نے اس کی طرف تو ذرا بھی توجہ نہیں دی تھی ... اور یہ سوچ کر پھاڑ دیا تھا کہ اس قسم کے خطوط پیشہ ور نجومی لکھا ہی کرتے ہیں، لیکن جب دوسرا خط ملا تو میں نے اس خیال سے رکھ لیا کہ کہیں یہ شخص مجرمانہ ذہن کا آدمی نہ ہو، پھر بعد میں ملنے والے خطوط بھی میں نے رکھ لیے ...'' یہاں تک کہہ کر خان غفار خاموش ہو گئے۔

'' ہوں! تو کوئی کار کا حادثہ بھی ہوا تھا۔''

'' ہاں! ایک روز میری کار کا پچھلا پہیہ نکل گیا تھا ... بہت مشکل

سے بچا۔''

'' ڈنگا کو آپ نے کب ملازم رکھا تھا؟''

'' ابھی ایک ماہ پہلے ...'' انہوں نے بتایا۔

'' کیا مطلب ... کیا اس سے پہلے چڑیا گھر کا ملازم کوئی اور تھا؟''

'' ہاں! وہ ایک حادثے میں شدید زخمی ہو گیا ہے ... اس لیے مجھے اس کی جگہ عارضی طور پر ڈنگا کو رکھنا پڑا ... میں نے اخبار میں اشتہار دیا تھا ... انٹرویو کے لیے صرف ڈنگا آیا، کیونکہ ایسے لوگ عام نہیں ہوتے، چنانچہ میں نے اس کو رکھ لیا۔''

'' پہلے ملازم کا کیا نام ہے اور وہ کہاں رہتا ہے؟'' انہوں نے پوچھا۔

'' اس کا نام رشید میاں ہے ... آبادی حاکم خان کے مکان نمبر ۱۳۰۰ میں رہتا ہے۔''

محمود نے نوٹ بک نکالی اور نام پتا لکھ لیا۔

'' اب ایک عجیب ترین بات یہ ہے کہ مجھے آپ کی کوٹھی سے کسی نے فون کیا تھا کہ اس جگہ ایک خونی کھیل کھیلا جانے والا ہے ... اس خونی کھیل کو اگر کوئی روک سکتا ہے تو صرف میں ... یہ فون سن کر ہی میں نے یہاں آنے کا پروگرام بنایا تھا ... اور یہاں واقعی خونی کھیل کھیلا جانے والا تھا ... اس کا پہلا حصہ تو سانپ اور بچھو تھے ... دوسرا حصہ

دھوئیں کا بم اور تیسرا حصہ کھانے میں زہر ... سوال یہ ہے کہ مجھے یہ اطلاع کس نے دی ... فون کرنے والے نے خود کو خانساماں بتایا تھا، لیکن خانساماں کا کہنا ہے کہ فون اس نے ہرگز نہیں کیا تھا، پھر خود میں نے اس طرف سے فون کرکے خانساماں سے بات کرنے کی خواہش ظاہر کی تو پھر اسی آواز میں بات کی گئی، لیکن اب میں یہ بات یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ خانساماں نے واقعی فون نہیں کیا تھا ... اس کا مطلب ہے فون کسی اور نے کیا... آخر کس نے۔''

یہاں تک کہہ کر انسپکٹر جمشید خاموش ہوگئے۔

☆☆☆☆☆

آنے والا

چند لمحے تک مکمل خاموشی طاری رہی، آخر خان غفار بولے:

'' واقعی ... یہ سوال بہت اہم ہے کہ تمہیں فون کس نے کیا، اس کا ارادہ تو نیک تھا ... وہ اپنے آپ کو ظاہر کرسکتا ہے ... اور اعلان کرسکتا ہے کہ فون اس نے کیا تھا۔''

'' اپنے آپ کو ظاہر کرنے کی صورت میں اسے یہ بھی بتانا ہوگا کہ اسے کس طرح معلوم ہوا کہ یہاں کوئی خونی کھیل کھیلا جانے والا ہے، صاف ظاہر ہے کہ خونی کھیل سے اس کی مراد کھانے میں زہر سے تھی ... کیونکہ سانپوں اور بچھوؤں سے تو کسی کے ہلاک ہونے کا یقین نہیں کیا جاسکتا ، یوں بھی سانپ اور بچھو اس کے فون سے پہلے ہی مارے جاچکے تھے، اب ثابت یہ ہوا کہ اسے کسی طرح یہ معلوم ہوچکا تھا کہ دعوت کے کھانے میں زہر ملایا جاچکا ہے ... یا ملایا جانے والا ہے، چنانچہ اس نے مجھے فون کردیا ... ان حالات میں اگر وہ صاحب اپنے آپ کو ظاہر کردیں اور یہ بھی بتادیں کہ انہیں یہ بات کس طرح معلوم

ہو گئی تھی تو بھی انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا، بلکہ ان کا تو شکریہ ہی ادا کیا جا سکتا ہے ...'' یہاں تک کہہ کر انسپکٹر جمشید نے سب پر ایک نظر ڈالی، لیکن کسی نے بھی یہ نہ کہا کہ فون اس نے کیا تھا۔

اس وقت ڈرائنگ روم میں گھر کے سب ہی افراد موجود تھے، ملازمین اور خان غفار کے دوست جابر رضا بھی ... ان کے منیجر ارشد بھی ... خان رحمان اور پروفیسر داؤد وغیرہ بھی ... سب کے سب ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر رہ گئے۔

'' حیرت ہے ... کوئی یہ بات ماننے پر تیار نہیں کہ فون انہوں نے کیا تھا...'' محمود بڑبڑایا۔

'' یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے کسی نے فون کیا ہی نہ ہو...'' جابر رضا نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیا۔

'' کیا مطلب ... تب پھر فون کس نے کیا ... کیا چلے جانے والے مہمانوں میں سے کسی نے ...'' انسپکٹر جمشید چونک کر بولے۔

'' جی ہاں! کیا ایسا نہیں ہو سکتا۔''

'' ہاں یقیناً ہو سکتا ہے ... خیر ہم یہاں شریک ہونے والے مہمانوں سے بھی یہ سوال کریں گے ... اب دوسرا اہم ترین سوال یہ ہے کہ روشن ستارہ نجومی خان غفار صاحب سے کیا چاہتا ہے ... یہ تو صاف ظاہر ہے کہ یہ ساری گڑبڑ اس نے ڈنکا کے ذریعے کرائی ہے ... ان کی کار کے پہیے کے نٹ اسی نے ڈھیلے کیے ہوں گے ... سانپ اور بچھو بھی

اسی نے رکھے، دھوئیں کے بم کا دھماکا بھی اسی نے کیا، کھانے میں زہر بھی خانساماں کی نظر بچا کر اسی نے ملایا ... سوال تو یہ ہے کہ ان سب حرکات سے اس کا مقصد کیا تھا۔''

'' اگر یہ معلوم ہو جائے تو پھر معلوم کرنے والی بات ہی کیا رہ جائے گی ...'' فاروق نے کہا۔

'' ہاں! یہ ٹھیک ہے ... اور ہمیں یہ بات معلوم کرنا ہوگی ... محمود، فاروق، اور فرزانہ تم اس سلسلے میں کیا قدم اُٹھانا پسند کرو گے۔''

'' ہم سب سے پہلے انکل خان غفار کے چڑیا گھر کے پہلے ملازم سے ملنا چاہتے ہیں ... تاکہ معلوم ہو ... وہ کس طرح حادثے کا شکار ہوا...'' محمود نے فوراً کہا۔

'' بالکل ٹھیک ہے ... میں بھی یہی چاہتا ہوں ... تم ذرا اس سے مل آؤ ... میں اکرام اور کچھ دوسرے سادہ لباس والوں کو روشن ستارے کی تلاش میں روانہ کرتا ہوں۔''

'' جی بہتر!'' وہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔

آبادی حاکم خان غریب لوگوں کی بستی تھی ... مکان نمبر ۱۳۰۰ تلاش کرنے میں انہیں کئی منٹ لگ گئے ... دستک کے جواب میں ایک چھوٹی سی بچی نے دروازہ کھولا:

'' جی فرمائیے!'' وہ بھولے بھالے انداز میں بولی۔

'' رشید میاں یہیں رہتے ہیں ...'' فرزانہ بولی۔

"جی ہاں ..." اس نے جواب دیا۔

"ہمیں ان سے ملنا ہے۔"

"آجائیے ..." وہ بولی اور تینوں اس کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے۔

ایک تنگ سے کمرے میں رشید میاں ایک چارپائی پر لیٹا تھا، اس کی ٹانگ پر پلاسٹر چڑھا ہوا تھا۔

"تو آپ ابھی تک اچھے نہیں ہوئے۔"

"آپ ... آپ کون ہیں ..." اس نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ہم ... محمود، فاروق اور فرزانہ ہیں ... معلوم ہوا تھا کہ آپ ایک حادثے میں زخمی ہوگئے ... خان غفار صاحب ہمارے والد کے دوست ہیں نا ... ہم وہاں گئے تو آپ کے حادثے کا پتا چلا ... بس ملنے چلے آئے۔"

"اوہ ... بہت بہت شکریہ ..." اس نے خوش ہو کر کہا، پھر اپنی بچی کی طرف مڑا:

"جاؤ بیٹی ... ان کے لیے چائے بنا لاؤ۔"

"جی ابو ... چ ... چائے ..." لڑکی گھبرا گئی۔

"ہاں بھئی ... چائے ... کیوں کیا بات ہے؟"

"چ ... وہ چ چینی ... دودھ ..." لڑکی جملہ مکمل نہ کر سکی۔

"دیکھیے جناب ... ہم اس وقت چائے نہیں پی سکتے، صرف صبح اور شام کو چائے پیتے ہیں، اس لیے آپ لوگ تکلیف نہ کریں، یہ حادثہ ہوا کیسے تھا؟"

"میں اب تک حیران ہوں ... سڑک سے بالکل اتر کر چل رہا تھا ... پیچھے سے ایک کار بہت تیز رفتاری سے آئی اور میرے دائیں پہلو سے ٹکراتی نکل گئی ... میں بہت بری طرح گرا اور ٹانگ ٹوٹ گئی ... عجیب بات یہ ہے کہ سامنے سے کوئی گاڑی بھی نہیں آرہی تھی کہ یہ خیال کیا جائے ... اس سے بچنے کے لیے وہ کار سڑک سے نیچے اتر گئی تھی اور مجھ سے ٹکرا گئی۔"

"اس کا مطلب تو یہ ہے کہ اس کار کے ڈرائیور نے جان بوجھ کر ٹکر ماری تھی۔"

"معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے، لیکن بھلا مجھ غریب سے کسی کو کیا دشمنی ہوسکتی ہے۔"

"اچھا بھائی ... اللہ تعالیٰ آپ کو جلد شفا عطا فرمائے ... اب ہم چلتے ہیں ..." یہ کہہ کر محمود اٹھ کھڑا ہوا۔

"بہت بہت شکریہ، آپ لوگ بہت اچھے ہیں ..." اس نے کہا، ساتھ ہی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

انہوں نے بھی اس کے لیے دکھ محسوس کیا اور گھر سے نکل آئے ... پھر محمود چلتے چلتے رک گیا:

"اس بے چارے کو جان بوجھ کر زخمی کیا گیا ہے تاکہ اس کی جگہ ڈنکا کو ملازمت دلوائی جاسکے ..." محمود بولا۔

"ہاں! یہی بات ہے ..." فرزانہ نے جواب میں کہا۔

"اور یہ بے چارے اس قدر غریب ہیں کہ گھر میں دودھ اور چینی بھی اس وقت موجود نہیں ... نہ بازار سے لانے کے لیے پیسے ہیں، اگر گھر میں پیسے ہوتے تو بچی ہرگز پریشان نہ ہوتی ... اور بازار سے دودھ اور چینی لانے کے لیے اُٹھ جاتی ..." فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"ہاں! بالکل یہی بات ہے، ان حالات میں ہم یہاں سے اس طرح نہیں جاسکتے ..." محمود بولا۔

تینوں نے اپنی اپنی جیب میں ہاتھ ڈالے ... جیبوں سے نکلنے والے نوٹ محمود کے ہاتھ پر جمع کردیے گئے ... محمود واپس مڑا اور رشید میاں کے دروازے کے نیچے سے نوٹ اندر سرکا دیے ... پھر وہ تیزی سے اُٹھا اور ان کی طرف بڑھا۔

"گویا یہ ساری سازش ڈنکا کو ملازم کرانے کی تھی اور ڈنکا کو اس لیے ملازم کرایا گیا کہ انکل خان غفار کی کوٹھی میں خونی کھیل شروع کیا جاسکے اور یہ خونی کھیل شروع کرنے والا روشن ستارہ نجومی تھا ... آخر وہ یہ خونی کھیل کیوں شروع کرانا چاہتا تھا۔"

"کاش ہمیں یہ بات معلوم ہوجاتی ... یا سمجھ میں آجاتی ..."

فاروق نے سرد آہ بھری۔

"ارے ... وہ ... وہ نکل گیا۔"

اچانک محمود کے منہ سے نکلا، ساتھ ہی اس نے جیپ کی رفتار بڑھا دی۔

☆☆☆

"کک کون نکل گیا بھئی۔"

"روشن ستارہ نجومی ... سرخ کار میں ..." محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"اوہ ... تب تو مار لیا میدان ..." فرزانہ پُرجوش انداز میں بولی۔

"بس اب اسے کسی صورت نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دینا۔" فاروق بولا۔

"فکر نہ کرو ..." یہ کہہ کر محمود نے جیپ کی رفتار اور بڑھا دی۔

"ابا جان سے رابطہ قائم کرو، وہ انکل خان غفار کے ہاں ہی ہوں گے۔"

"اچھی بات ہے ..." فاروق نے کہا اور جیپ میں لگے فون پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش شروع کردی ... آخر دو منٹ بعد سلسلہ مل گیا:

"ہیلو ابا جان ... ہم اس وقت روشن ستارہ کا تعاقب کررہے

ہیں، وہ ایک سرخ کار میں ہے۔''

''بہت خوب! کس سڑک پر ہو؟'' انہوں نے پُرجوش انداز میں پوچھا۔

''شارع ہیرا پر... سرخ کار کے نمبر IK 1919 ہیں۔''

''فکر نہ کرو... میں آرہا ہوں... اب تم اس بات کی بھی پروا نہیں کرو گے کہ روشن ستارہ کہیں تمہیں دیکھ نہ لے... وہ بے شک تمہیں تعاقب میں محسوس کرلے... تعاقب نہ چھوڑنا... درمیانی فاصلہ نہ بڑھانا... اشاروں کی خلاف ورزی کرنا پڑے تو کر گزرنا۔''

''جی بہتر! آپ فکر نہ کریں... ہم اسے جانے نہیں دیں گے...'' اس نے کہا۔

محمود نے رفتار اور بڑھا دی اور سرخ کار کے عین پیچھے پہنچ گیا... روشن ستارہ نے بھی فوراً ہی محسوس کرلیا کہ پچھلی گاڑی میں کون لوگ بیٹھے ہیں... لہٰذا اس نے بھی رفتار بڑھا دی... اب گاڑیوں کی دوڑ شروع ہوگئی... اور پھر وہ شہری حدود سے باہر نکل گئے... ابھی تک انہیں اپنے پیچھے کوئی گاڑی آتی نظر نہیں آئی تھی... اور اس بات پر انہیں بہت حیرت ہوئی تھی، کیونکہ اتنی دیر نہیں لگنی چاہیے تھی۔

اچانک اگلی کار کی رفتار کم ہونے لگی... انہیں بھی رفتار کم کرنا پڑی، پھر سرخ کار سڑک سے اُتر کر درختوں کی طرف بڑھی۔

''ارے ارے... کہیں اس کا دماغ تو نہیں چل گیا...'' فرزانہ

چلائی۔

''نہیں... شاید اس نے خطرہ بھانپ لیا ہے... محسوس کرلیا ہے کہ ہماری مدد کو کچھ اور کاریں بس پہنچنے ہی والی ہیں۔''

''ہاں! اور اس کا مقصد یہ ہے کہ اب ہمیں اس سے مقابلہ کرنا ہوگا۔''

''پروا نہیں، مقابلوں سے ڈرنے والے اے آسمان نہیں ہم...'' فاروق گنگنایا۔

انہوں نے بھی جیپ جنگل میں داخل کردی... اب دونوں گاڑیاں درختوں کے درمیان دوڑ رہی تھیں اور یہ ایک انتہائی خطرناک دوڑ تھی... ذرا سی غلطی سے گاڑی درخت سے ٹکرا سکتی تھی... قدم قدم پر درخت تھے اور اچانک سامنے آرہے تھے... سُرخ کار بھی ان سے بچتی بچاتی آگے بڑھ رہی تھی۔

اچانک سُرخ کار رُک گئی... اور روشن ستارہ جلدی سے باہر نکل آیا... ساتھ ہی اس نے چلّا کر کہا:

''خدا کے لیے اس وقت میرا تعاقب نہ کرو... موت اس وقت میرے تعاقب میں ہے... وہ... وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا... مجھے نکل جانے دو... مجھے نکل جانے دو۔''

''کیا مطلب... کون ہے وہ... جو تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا... کیا کوئی تم سے اوپر بھی ہے؟''

'' ہاں! یہ سب کچھ دراصل اسی کے اشارے پر ہو رہا ہے ... '' اس نے دوڑتے ہوئے کہا۔

'' تب پھر تم ہماری پناہ میں آجاؤ ... اس سے تمہیں بچانا ہمارا کام۔ ''

'' ن ... نہیں ... تم مجھے اس سے نہیں بچا سکو گے ... میں نے غلطی کی کہ اسے سب کچھ بتا دیا ... تم لوگوں کے بارے میں بھی ... بس وہ اسی وقت مجھ پر جھپٹ پڑا ... وہ تو میری قسمت اچھی تھی کہ میں اس کے وار سے بچ گیا اور اچھل کر باہر نکل آیا، لیکن اپنی کار میں روانہ ہونے سے پہلے میں اسے بھی کار میں بیٹھتے ہوئے دیکھ چکا تھا ... وہ بس آیا ہی چاہتا ہے ... سنو ... تم یوں کرو کہ سڑک پر چلے جاؤ ... وہ میری کار کے بارے میں تم سے پوچھے تو بتا دینا ... آگے چلی گئی ہے ... وہ آگے نکل جائے گا اور میں تم لوگوں کے ساتھ واپس شہر چلا جاؤں گا ... میں خود کو قانون کے حوالے کردوں گا، مطمئن رہو ... بس مجھے اس سے بچا لو۔ ''

'' بچانے والی ذات اللہ کی ہے ... ہماری کیا مجال کہ تمہیں بچا سکیں ... دوسرے یہ کہ اس بات کی کیا ضمانت کہ اگر ہم اسے آگے چلتا کردیں تو تم اس دوران بھاگ نکلنے کی کوشش نہیں کرو گے۔ ''

'' م ... میں وعدہ کرتا ہوں۔ ''

'' بھلا ہم تمہارے وعدے پر کس طرح اعتبار کرسکتے ہیں۔ ''

'' وقت بہت نازک ہے ... دیر نہ کریں۔ ''

'' اچھا ... تم بھی کیا یاد کرو گے ... آؤ بھئی ... ہم سڑک کی طرف چلتے ہیں ... '' محمود بولا۔

'' کہیں یہ حضرت ہمیں دھوکا تو نہیں دے رہے ... '' فرزانہ نے منہ بنایا۔

'' ہاں! اس کا بھی امکان ہے، لیکن اگر اس کی بات سچ ہے تو پھر ہمیں اس آنے والے سے اسے بچانا بھی ضروری ہے ... '' محمود بولا۔

'' بھئی جو کچھ کرنا ہے ... جلدی کریں ... خطرہ سر پر ہے ... '' روشن ستارہ پریشان آواز میں بولا۔

'' آؤ بھئی سڑک کے کنارے ... جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ ''

محمود نے جیپ کا رُخ موڑ لیا اور تیزی سے سڑک کی طرف بڑھنے لگا ... سڑک کے کنارے پہنچ کر انہوں نے پیچھے کی طرف دیکھا ... دور دور تک کوئی کار نظر نہ آئی ... نہ سامنے سے کوئی کار آتی نظر آئی ... حالانکہ کم از کم ان کے والد کو تو اب تک پہنچ جانا چاہیے تھا۔

'' کچھ سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیا ہو رہا ہے ... آخر ابا جان اب تک کیوں نہیں پہنچے ... '' فرزانہ بڑبڑائی۔

'' میں نے پہلے ہی کہا تھا، وہ شخص ہمیں ضرور دھوکا دینے کی کوشش میں تھا ... اب وہ ہمارے ہاتھ نہیں آئے گا۔ ''

'' لیکن اگر کوئی واقعی اس کے تعاقب میں تھا تو پھر اسے دیکھ لینا بھی تو ہمارے لیے بہت ضروری تھا ... آخر وہ کون ہے، ہم اس کی

گاڑی کا نمبر بھی نوٹ کر سکتے تھے... یہی سوچ کر میں ادھر آ گیا تھا۔"

"جب کہ ابا جان نے کہا تھا کہ اس کا تعاقب کسی صورت نہ چھوڑنا..." فاروق طنزیہ لہجے میں بولا۔

"اوہ ہاں! یہ بات تو واقعی میرے ذہن سے نکل گئی... تم دونوں ایسا کرو کہ یہاں ٹھہرو... میں جیپ لے کر پھر اس کے تعاقب میں جاتا ہوں..." محمود گھبرا کر بولا۔

"یہ ترکیب پہلے ہی کیوں نہ اختیار کر لی... ہم دونوں کو سڑک کے کنارے بھیج دیتے اور خود اس کے تعاقب میں رہتے..." فرزانہ نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"ترکیب بتانا تو تمہارا کام ہے، پھر کیوں یہ ترکیب اس وقت نہ بتائی..." محمود نے بھی جواب میں جل کر کہا۔

"تمہارے درمیان تو مقابلہ شروع ہو گیا جلنے بھننے کا، لیکن میں اسے نکلنے کی اجازت نہیں دے سکتا... ابا جان کو کیا منہ دکھائیں گے، لہٰذا میں چلا اس کے پیچھے۔"

"ٹھہرو! میں بھی تمہارے ساتھ چل رہی ہوں، میں تو شروع سے ہی یہ محسوس کر رہی ہوں کہ روشن ستارہ ہم سے چال چل گیا ہے... اور اب۔"

فرزانہ کے الفاظ درمیان میں رہ گئے، اسی وقت ایک فائر ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

آمدنی

"یہ کیا... فائر کی آواز تو جنگل سے آئی ہے..." محمود بوکھلا اٹھا۔

"تو جنگل سے فائر کی آواز نہیں آ سکتی کیا... آؤ..." فاروق نے کہا اور دوڑ پڑا۔

"ذرا عقل سے کام لے کر... اندھا دھند جنگل میں داخل ہونے کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے، ہم دشمن کی گولی کا نشانہ بن جائیں..." فرزانہ چلائی۔

"عقل سے کام تم لیتی رہو، دوڑتے ہم رہیں گے، کیا خیال ہے محمود۔"

"نیک... بہت ہی نیک... شکریہ!" محمود نے خوش ہو کر کہا۔

"توبہ ہے تم دونوں سے... ان حالات میں بھی مذاق کی سوجھی ہے۔"

"تم غلط سمجھیں فرزانہ... یہ مذاق نہیں... مہم ہے..." فاروق

نے فوراً کہا۔

اب تینوں جنگل میں بڑھ رہے تھے، اسی وقت ایک فائر اور ہوا، ان کے کان کھڑے ہوگئے:

''یا اللہ رحم ... جنگل میں تو چاند ماری ہونے لگی ...'' فرزانہ نے پریشان ہو کر کہا۔

''لیکن ... حیرت ہے ... یہ روشن ستارہ کس پر فائرنگ کر رہا ہے...'' محمود بولا۔

''کہیں اپنے آپ پر نہ کر رہا ہو...'' فاروق بول اُٹھا۔

''دھت تیرے کی ... تمہاری عقل گھاس چرنے تو نہیں چلی گئی ... بھلا کوئی اپنے آپ پر بھی فائرنگ کرتا ہے ...'' محمود نے جھلا کر ران پر ہاتھ مارا۔

''ہاں کیوں نہیں ... جو لوگ خودکشی کرتے ہیں، یعنی حرام موت مرتے ہیں، وہ اپنے اوپر فائرنگ کر کے بھی مر سکتے ہیں۔''

''لیکن وہ اپنے اوپر بار بار فائرنگ نہیں کرتے ... انہیں کون سا دور کی چیز کا نشانہ لینا ہوتا ہے ...'' محمود نے اعتراض کیا۔

''اچھا بابا ... وہ اپنے اوپر نہیں، درختوں پر فائرنگ کر رہا ہوگا، کیونکہ اس کے مقابلے پر جنگل میں کوئی دشمن تو موجود ہے نہیں ...'' فاروق نے بُرا سا منہ بنایا۔

اور پھر عین اسی وقت تیسرا فائر ہوا:

''اب کیا خیال ہے؟'' محمود طنزیہ لہجے میں بولا۔

''شاید وہ ہوا میں فائرنگ کر رہا ہے ...'' فاروق بولا۔

''میرا بھی یہی خیال ہے ... ضرور اس کا دماغ اُلٹ گیا ہے ...'' فرزانہ نے کہا۔

''خیر ... معلوم ہو جاتا ہے۔''

تینوں اب درختوں کی اوٹ لے کر آگے بڑھنے لگے:

''سب سے زیادہ حیرت مجھے اس بات پر ہے کہ ابا جان کہاں رہ گئے ...'' محمود بڑبڑایا۔

''ار اس سے کم حیرت کس بات پر ہے ...'' فاروق نے حیران ہو کر کہا... اور دوڑتے دوڑتے بھی محمود نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

''کہیں ابا جان کے ساتھ کوئی گڑ بڑ نہ ہوگئی ہو ...'' فرزانہ نے فکرمندانہ لہجے میں کہا۔

''اللہ اپنا رحم فرمائے ... ایک تو یہ روشن ستارہ میری سمجھ میں نہیں آیا اب تک ... آخر یہ کیا چیز ہے ...'' محمود بولا۔

''اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔''

''ارے ... وہ دیکھو ...'' فرزانہ نے کپکپاتی آواز میں کہا۔

انہوں نے چونک کر سامنے دیکھا ... کوئی شخص زمین پر اوندھے منہ پڑا تھا۔

"یہ ... یہ کون ہے ..." محمود کانپ اُٹھا۔

"ایک آدمی ... جن بھوت تو ہو نہیں سکتا ..." فاروق بڑبڑایا۔

"وہ دبے پاؤں آگے بڑھنے لگے ... یہاں تک کہ اس کے نزدیک پہنچ گئے، اب انہوں نے دیکھا ... وہ روشن ستارے کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا تھا ... اس کے دائیں ہاتھ میں پستول تھا ... اور کن پٹی سے بہنے والا خون زمین کو سُرخ کرتا جا رہا تھا ... جسم بالکل ساکت تھا۔

"س س ... ستارہ ... بجھ گیا ..." فاروق کے منہ سے نکلا۔

☆☆☆

"اُف خدا ... یہ کیا ہوا ..." فرزانہ نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"وہی ... جو میں نے کہا تھا ... اس نے اپنے آپ پر فائرنگ کر ڈالی۔"

"ہاں واقعی ... اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے ... پستول اس کے ہاتھ میں ہے اور خون کن پٹی سے بہہ رہا ہے، آس پاس کسی کی موجودگی کے امکانات بھی نہیں ہیں، لہٰذا اس نے خودکشی ہی کی ہے۔"

"لیکن کیوں ... ہم تو اسے حملہ آور سے بچانے کے لیے سڑک کی طرف جا چکے تھے، پھر اس نے ایسا کیوں کیا ..." فرزانہ نے اعتراض کیا۔

"اگر یہ زندہ ہوتا تو میں اس سے پوچھ کر تمہیں بتا دیتا ..." فاروق نے سرد آہ بھری ... فرزانہ اسے گھورنے لگی۔

"اس میں گھورنے کی کیا بات ہے؟"

"ہم وقت ضائع کر رہے ہیں ... اب ہمیں فوری طور پر انکل اکرام کو فون کرنا چاہیے ... اور اس کے لیے پھر سڑک تک جانا ہوگا ... آؤ چلیں۔"

تینوں جلدی جلدی قدم اُٹھاتے سڑک پر آئے اور پھر چونک کر رہ گئے ... انسپکٹر جمشید خان رحمان کی کار سے ٹیک لگائے کھڑے تھے:

"اُف ... تو اسے گولی آپ نے ماری ہے ..." فرزانہ نے چونک کر کہا۔

"کسے ..." وہ حیران ہو کر بولے۔

"جنگل میں روشن ستارہ کی لاش پڑی ہے ... ابھی ابھی فائرنگ ہوئی تھی ... پستول اس کے اپنے ہاتھ میں ہے۔"

"پھر تم نے یہ کیوں کہا کہ اسے میں نے گولی ماری ہے۔"

"ہاں! میں نے غلط کہا تھا ... بھلا یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔"

"لیکن ابا جان ... آپ نے اتنی دیر کیوں لگائی۔"

"راستے میں ایک اور بہت ضروری کام نکل آیا تھا ..." وہ مسکرائے۔

"جی یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ... اس سے ضروری کام بھلا کیا

ہو سکتا ہے۔''

''ہو کیوں نہیں سکتا ... خیر ... تم پہلے تفصیل سناؤ ... دیکھو ... کوئی بات رہ نہ جائے۔''

''جی بہتر ... آیئے ساتھ ساتھ جنگل میں چلتے بھی رہیں ... لیکن ہیں ... پہلے تو انکل اکرام کو فون کرنا چاہیے ...'' محمود بولا۔

''بالکل ٹھیک ...'' انسپکٹر جمشید نے کہا اور جیپ میں بیٹھ کر فون کرنے لگے۔

اکرام کو ہدایات دینے کے بعد وہ جنگل میں داخل ہوئے اور لاش کی طرف قدم اُٹھانے لگے، محمود تمام حالات سناتا چلا گیا:

''اب آپ بتایئے، آپ کو کیا ضروری کام پیش آ گیا تھا ...'' محمود نے اپنی کہانی سنانے کے بعد کہا۔

''یہ میں پھر بتاؤں گا، پہلے تو ذرا لاش کا معائنہ کر لوں ... آخر یہ روشن ستارہ تھا کون ... چاہتا کیا تھا ... اسے کس سے خوف تھا ... اس نے خودکشی کی ہے یا وہ شخص اسے گولی مار گیا ... ارے ہاں ... تم نے کہا تھا، فائر تین بار ہوا تھا ...'' وہ چونک کر بولے۔

''جی ہاں بالکل ...'' محمود نے کہا۔

''تب تو پھر یہ کیس خودکشی کا ہرگز نہیں ہو سکتا، خودکشی کرنے والا اپنے اوپر بار بار فائر نہیں کر سکتا۔''

''جی ہاں! یہ خیال ہمیں بھی آیا تھا ...'' فرزانہ نے جلدی سے

کہا۔

''تب پھر اسے قتل کیا گیا ہے اور قاتل وہی شخص ہے جس سے خوف زدہ ہو کر وہ بھاگ رہا تھا۔''

اسی وقت انہیں لاش نظر آ گئی ... نزدیک پہنچ کر وہ رُک گئے ... انسپکٹر جمشید کی آنکھوں میں فوراً ہی حیرت نظر آنے لگی:

''میرا خیال ہے، یہ شخص میک اَپ میں ہے۔''

''میک اَپ میں ...'' اُن کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

''ہاں ... ٹھہرو ... میں دیکھتا ہوں ...'' یہ کہہ کر وہ لاش کے پاس اکڑوں بیٹھ گئے اور بغور اس کا جائزہ لینے لگے، آخر بولے:

''اب میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ میک اَپ میں ہے، فی الحال میک اَپ اُتارنا مناسب نہیں، کیونکہ اس حالت میں بھی تصاویر لی جائیں گی ... کیونکہ ہمیں اکرام کے آنے تک انتظار کرنا ہوگا، لیکن ہم اس کی تلاشی تو لے ہی سکتے ہیں ...'' یہ کہہ کر انہوں نے اس کی جیبوں کی تلاشی شروع کی ... فوراً ہی ایک بٹوہ برآمد ہوا ... اسے کھولا تو سو روپے والے نوٹوں سے بھرا ہوا تھا ... ایک شناختی کارڈ بھی نکلا، لیکن وہ روشن ستارہ کا نہیں تھا، کسی غلام شاہد کا تھا ... ان کے علاوہ ضروریات کی چیزیں تھیں ... مثلاً سگریٹ، لائٹر، پنسل ٹارچ وغیرہ۔

آخر انہوں نے بھاری قدموں کی آوازیں سُنیں، مڑ کر دیکھا تو اکرام پورے عملے کے ساتھ چلا آ رہا تھا ... کارروائی شروع ہوئی، تصاویر

لی گئیں اور پھر انسپکٹر جمشید نے اس کا میک اپ ختم کر دیا۔

'' ارے ! یہ تو شناختی کارڈ والا چہرہ نکل آیا ...'' فاروق اُچھل پڑا۔

'' ہاں ! گویا یہ غلام شاہد ہے ... لو بھئی اکرام ... تم اپنا کام مکمل کرو ... ہم ذرا اس کے گھر ہو آئیں۔''

'' جی بہتر! '' اکرام بولا۔

کارڈ پر لکھے پتے پر پہنچ کر انہوں نے دستک دی، دروازہ ایک عورت نے کھولا اور دروازے کی اوٹ میں سے پوچھا:

'' جی فرمایئے ... کیا بات ہے؟ ''

'' غلام شاہد صاحب یہیں رہتے ہیں۔''

'' ہاں ... ان کا گھر یہی ہے۔''

'' وہ کیا کام کرتے ہیں؟ '' انسپکٹر جمشید سرسری انداز میں بولے۔

'' نجومی ہیں، لوگوں کی قسمت کا حال بتاتے ہیں، لیکن خود اپنی قسمت کا حال انہیں معلوم نہیں ... ایک ماہ پہلے تک ہم بھوکوں مرتے رہے ہیں، اس پیشے سے گھر کا خرچ بھی پورا نہیں ہوتا رہا، لیکن ایک ماہ سے نہ جانے کیا بات ہے ... ان کی جیب نوٹوں سے بھری رہنے لگی ہے ... میں خوف زدہ ہوں، کہیں وہ کوئی جرم تو نہیں کرنے لگے ... بار بار ان سے پوچھا ہے، لیکن انہوں نے کچھ نہیں بتایا ... بس اتنا کہہ دیتے ہیں، تمہیں کیا ہوگیا ہے ، اس قسم کے سوالات کیوں کرنے لگی ہو، کھاؤ

پیو، عیش کرو ... اب ہم بہت جلد بہت مالدار ہونے والے ہیں۔''

'' ہوں ... تو وہ آپ کے شوہر تھے ...'' انسپکٹر جمشید نے سرد آہ بھری۔

'' تھے کیا مطلب؟ '' عورت نے خوف زدہ آواز میں کہا۔

'' آپ کا خیال ٹھیک ہی تھا ... وہ کوئی جرم کرنے لگ گئے تھے ... آج تھوڑی دیر پہلے کسی نے انہیں گولی مار دی۔''

'' کیا! '' عورت چیخ کر بولی۔

اور پھر اس کی آنکھوں سے موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔

☆☆☆

'' ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی نے اسے رات راتوں مالدار ہونے کا نسخہ بتا دیا تھا، یا اس پروگرام پر عمل کرنے کے لیے اسے اپنے ساتھ ملا لیا تھا ...'' واپسی پر انسپکٹر جمشید نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔

'' راتوں رات مال دار بننے کا نسخہ ...'' فاروق بڑبڑایا۔

'' ہاں! آج کل کے لوگ اس بیماری میں بھی مبتلا ہیں، ہر کوئی بس یہ چاہتا ہے ... چند دنوں کے اندر اس قدر دولت مند بن جائیں کہ دولت گنی نہ جا سکے ... کوئی محنت نہ کرنی پڑے، ہاتھ پیر نہ ہلانے پڑیں اور دولت قدموں میں ڈھیر ہو جائے ... یہ سوچ ملک اور قوم کے لیے بہت خطرناک ہے ... اس سوچ سے جرائم بڑھ رہے ہیں ... کیونکہ راتوں

رات مال دار ہونے کے لیے جرم کا سہارا لینا پڑتا ہے ... جائز راستے سے کوئی راتوں رات مال دار نہیں بنا کرتا ... مال دار بننے کے لیے تو مدتوں پاپڑ بیلنا پڑتے ہیں۔''

'' ہوں آپ ٹھیک کہتے ہیں ... وہ کسی سے خوف زدہ تھا، بس اسی نے اس پروگرام میں اسے اپنے ساتھ ملایا تھا ... ارے ہاں ... اس کے ساتھ دو آدمی اور بھی تھے ... اور وہ ضرور اس خیمے کی طرف آئیں گے ... کیا خیال ہے ابا جان؟''

'' ٹھیک ہے ... اکرام وہاں سے لاش اُٹھوا چکا ہے ... دو سادہ لباس والے وہاں پہرہ دے رہے ہیں، لیکن اگر وہ دونوں یا ان میں سے ایک ادھر آیا تو سادہ لباس والوں کو دیکھ کر خطرہ بھانپ لے گا، اس لیے ہمیں بھی ادھر جانا ہوگا ... چلو ادھر ہی چلتے ہیں، شاید ان سے کچھ معلوم ہوجائے۔''

وہ خیمے تک پہنچ گئے ... جیپ کو درختوں کے درمیان میں کافی فاصلے پر کھڑا کر دیا گیا ... سادہ لباس والے خیمے کے دروازے پر چوکس کھڑے تھے ... انہیں دیکھ کر چونک اُٹھے:

'' کوئی ادھر آیا تو نہیں۔''

'' جی نہیں ... ابھی تک تو کوئی نہیں آیا۔''

'' کیا خبر ... کوئی آیا ہو اور آپ لوگوں کو دور سے ہی دیکھ کر بھاگ نکلا ہو۔''

'' جی نہیں، وہ ہمیں نہیں دیکھ سکتا تھا، کیونکہ ہم آپ کی جیپ دیکھ کر ہی باہر نکلے ہیں ... ورنہ ہم تو خیمے کے اندر دبکے رہے ہیں ... کہ شاید روشن ستارہ کا کوئی ساتھی ادھر آنکلے۔''

'' بہت خوب! یہ تم نے عقل مندی کی ... آؤ بھئی ... ہم سب اندر ہی بیٹھیں گے۔''

'' اور انتظار کریں گے ... انتظار ... جو اس دنیا میں مشکل ترین کام ہے ...'' فاروق نے منہ بنایا۔

'' ہاں! یہ تو ہے، لیکن کیا کیا جائے، مجبوری ہے ...'' محمود مسکرایا۔

لیکن انہیں زیادہ دیر تک انتظار نہیں کرنا پڑا ... جلد ہی قدموں کی آواز سنائی دی اور پھر دو لمبے تڑنگے آدمی اندر داخل ہوئے ... انہیں اندر بیٹھے دیکھ کر چونک اُٹھے:

'' روشن ستارہ صاحب کہاں ہیں؟''

'' وہ بہت دُور چلے گئے ہیں ... اتنی دور کہ اب کبھی لوٹ کر نہیں آئیں گے۔''

'' کیا مطلب؟'' دونوں ایک ساتھ بولے۔

'' سادہ لباس والوں نے اچانک پستول نکال لیے اور ان کی طرف تان دیے:

'' ہاتھ اوپر اُٹھا دو دوستو ... روشن ستارہ اس نامعلوم آدمی کے

ہاتھوں مارا جاچکا ہے جس کے لیے تم لوگ کام کر رہے ہو ...'' انسپکٹر جمشید بولے۔

'' نن ... نہیں ...'' وہ چلا اُٹھے۔

'' اور اگر تم آزاد پھرتے رہے تو وہ تمہیں بھی ہلاک کر دے گا۔''

'' نہیں ... وہ ہمیں کیوں ہلاک کرنے لگا، ہم تو اسے جانتے ہی نہیں ... ہاں روشن ستارہ ضرور اسے جانتے تھے ...'' ان میں سے ایک نے کہا۔

'' تو روشن ستارہ نے تمہیں اس کے بارے میں بتا دیا تھا۔''

'' ہاں! جب تک روشن ستارہ صاف صاف ساری بات نہ بتا دیتے، ہم ان کے لیے کام کس طرح کر سکتے تھے۔''

'' تب پھر بتاؤ ... اس نے کیا بتایا تھا؟''

'' آپ ... آپ کون ہیں ...'' وہ ہکلایا۔

'' اطمینان سے بیٹھ جاؤ ... میں انسپکٹر جمشید ہوں ... تم نے ابھی تک کوئی بڑا جرم نہیں کیا ... سستے چھوٹ جاؤ گے ... شرط یہ ہے کہ ہر بات سچ سچ بتا دو۔''

ان کے رنگ زرد پڑ گئے ... جسموں میں تھرتھری دوڑ گئی ... آخر ایک نے کہا:

'' بہت بہتر! ہم کوئی بات نہیں چھپائیں گے ... ہم دونوں بھی ٹوٹے پھوٹے نجومی ہیں ... روشن ستارہ یعنی غلام شاہد ذرا ہم سے بہتر

نجومی تھا ... ہمارا گزارا بہت مشکل سے ہو رہا تھا کہ قریباً ڈیڑھ ماہ پہلے کسی نامعلوم آدمی کا ایک خط غلام شاہد کو ملا، پھر اس نے ایک ہوٹل کے کمرے میں اس سے ملاقات کی ... ملاقات کے بعد اس نے ہمیں ساتھ ملایا ... ارے ہاں ... ہمارا ایک ساتھی ڈنکا بھی ہے ... وہ ابھی تک نہیں آیا ... نہ جانے کہاں رہ گیا ... خیر۔''

'' وہ روشن ستارہ کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے ...'' انسپکٹر جمشید بولے۔

'' اوہ ... نہیں ...'' دونوں بُری طرح چلائے۔

'' بالکل سچ ہے ... خیر تم آگے بیان کرو، اب اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ تم دونوں نے اسے نہیں دیکھ رکھا۔''

'' جی ہاں ... یہ ٹھیک ہے ... اس نامعلوم آدمی نے غلام شاہد کو اپنا پورا پروگرام بتایا تھا ... ہمیں پورا پروگرام نہیں بتایا گیا، ہم تو بس ان کی ہدایات پر عمل کرتے تھے ... لوگوں تک خطوط پہنچاتے تھے ... اور ایسا بھی ہم میک اَپ میں رہ کر کرتے تھے ... روشن ستارہ یعنی غلام شاہد کو میک اَپ کا بھی تجربہ تھا، وہ کسی زمانے میں تھیٹر کا اداکار بھی رہ چکا تھا ... وہی ہمارے میک اَپ کرتا تھا، روز ہی شکل بدل دیا کرتا تھا، تاکہ کوئی ہمیں پہچان نہ لے ... ہم پیش گوئیوں والے خطوط لوگوں تک پہنچاتے تھے ... ان میں عجیب عجیب باتیں لکھی ہوتی تھیں ... فلاں دن تمہیں اس قسم کی تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہے ... فلاں دن یہ ہوجائے گا،

وہ ہو جائے گا ... اور پھر ان پیش گوئیوں کو سچ ثابت کرنے کے لیے بھی ہماری خدمات حاصل کی جاتی تھیں، نتیجہ جانتے ہیں آپ کیا نکلا۔''

''کیا نکلا؟'' انسپکٹر جمشید جلدی سے بولے۔

''تمام دن روشن ستارہ کے پاس لوگوں کے ٹھٹھ جمع رہنے لگے ... لوگ قسمت کا حال جاننے کے بارے میں پاگل واقع ہوئے ہیں ... ہر کوئی مستقبل کا حال جاننا چاہتا ہے ... اس قسم کے خطوط اور پھر ان کی ، ملاقات کے پورا ہونے کی وجہ سے روشن ستارہ واقعی ستارے کی طرح چمکنے لگا ... یہاں تک کہ کل کی آمدنی صرف پندرہ ہزار روپے تھی۔''

''کیا!!!'' انسپکٹر جمشید، محمود، فاروق اور فرزانہ چلا اٹھے۔

دونوں سادہ لباس والوں کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

☆☆☆☆☆

کھانے کا قصور

''جی ہاں! اور اندازہ یہ لگایا گیا تھا کہ آمدنی میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جائے گا ... ایک ہزار روپے روز ہمیں ملنے لگے تھے ... پانچ ہزار روشن ستارہ رکھنے لگا تھا اور باقی اس نامعلوم آدمی کے ... اصل پروگرام اس کا ہوتا تھا، یہ بات صرف وہی بتاتا تھا کہ کس شخص کو کن الفاظ پر مشتمل خط لکھنا ہے ... لہٰذا اس کا حصہ سب سے زیادہ تھا۔''

''اُف خدا ... یہ تو سراسر لوٹنا ہے۔''

''ہاں ... اور لوگوں کو دیکھیے کتنی آسانی سے لٹنے لگے ...'' وہ بولا۔

''یہ ایمان کی کمزوریوں کی نشانیاں ہیں ... اگر انسان کا ایمان مضبوط ہو ... اس کے اندر لالچ نہ ہو تو کبھی وہ اس قسم کے چکروں میں نہیں آسکتا ... خیر آگے کہو۔''

''جی ... آگے کیا کہوں ... کہانی تو ختم ہوگئی ہے ...'' اس نے حیران ہو کر کہا۔

"خان غفار کے گھر میں کیا چکر چلایا جا رہا تھا۔"

"ہاں! وہ ضرور کوئی بڑا چکر تھا... کیا تھا، یہ ہمیں نہیں بتایا گیا، بس ہم اتنا جانتے ہیں کہ ان کے چڑیا گھر کے نگران کو کار کے ذریعے زخمی کر دیا گیا تھا اور پھر ڈنکا کو خان غفار کے ہاں ملازمت حاصل کرنے کی غرض سے بھیج دیا گیا تھا۔"

"یہ نہیں معلوم کہ پروگرام کیا تھا؟"

"جی نہیں..." اس نے کہا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو..." یہ کہتے وقت انسپکٹر جمشید نے اس کی طرف بغور دیکھا۔

"بالکل سچ جناب... اب کیا جھوٹ بولیں گے، جب کہ کھیل ہی ختم ہو گیا ہے۔"

"انہیں لے جا کر حوالات میں بند کر دو..." انسپکٹر جمشید نے سادہ لباس والوں کو ہدایات دیں۔

"بہت بہتر سر!"

اب وہ پھر جیپ میں بیٹھ کر شہر کی طرف روانہ ہوئے:

"ہاں بھئی... اب کیا خیال ہے۔"

"وہ نامعلوم آدمی انکل خان غفار کو حد درجے خوف زدہ کر دینا چاہتا تھا... تاکہ اس سے کوئی بڑا مطالبہ منوایا جائے..." فرزانہ نے خیال ظاہر کیا۔

"ہاں! اس کا امکان ہے... آؤ خان غفار کے ہاں چلیں..." انسپکٹر جمشید بولے۔

خان غفار نے انہیں اُلجھی ہوئی نظروں سے دیکھا:

"کیا تم آج رات کسی کو سونے نہیں دو گے۔"

"جسے نیند آ رہی ہو... وہ بے شک سو جائے..." انہوں نے جواب دیا۔

"مصیبت تو یہی ہے... نیند آنکھوں سے کوسوں دور چلی گئی ہے..." پروفیسر داؤد بے چارگی کے عالم میں بولے۔

"اور ہماری مصیبت یہ ہے کہ ہم ابھی تک اُس کیس کے مجرم کو نہیں پہچان سکے اور نہ یہ جان سکے کہ وہ چاہتا کیا ہے... اگرچہ ایک حد تک یہ معلوم کر چکے ہیں کہ اصل مجرم کا ایک پروگرام یہ بھی تھا کہ بہت تھوڑے وقت میں بہت زیادہ دولت سمیٹ لے... لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کا مقصد کچھ اور بھی تھا... میزوں کی درازوں میں سانپ اور بچھو، ہال میں دھوئیں کا بم اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ کھانے میں زہر ملایا گیا... آخر کیوں... صرف خوف زدہ کرنے والے اتنے لوگوں کے کھانے میں زہر نہیں ملایا کرتے، ذرا سوچیے، اگر میں یہاں نہ آجاتا اور سب لوگ وہ کھانا کھا لیتے تو اس وقت سب کے سب موت کے گھاٹ اُتر چکے تھے... وہ نامعلوم آدمی اس قدر خوفناک قدم صرف خان غفار کو خوف زدہ کرنے کے لیے تو اُٹھا نہیں سکتا تھا... سانپ اور

بچھوؤں والی ترکیب ٹھیک تھی، دھوئیں کے بم والی ترکیب بھی اچھی تھی
... ایسی ترکیبوں سے لوگوں کو خوف زدہ کیا جاسکتا ہے، لیکن اتنے بہت
سے لوگوں کو مار کر کسی کو بھی خوف زدہ نہیں کیا جاسکتا تھا، کیونکہ جب
سب ہی مرجاتے تو پھر خوف زدہ کون ہوتا ...'' انسپکٹر جمشید روانی کے
عالم میں کہتے چلے گئے۔

'' شہر کے لوگ ...'' فرزانہ بول اُٹھی اور وہ سب چونک پڑے۔

'' اوہ ! یہ بات ٹھیک ہے ... شہر کے لوگ واقعی خوف زدہ
ہوجاتے ... اور روشن ستارہ کی پیش گوئیوں پر فوراً ہی یقین کرنے لگتے
... اس صورت میں اس کے پاس قسمت کا حال جاننے والوں کی اور بھی
زیادہ بھیڑ جمع ہونے لگ جاتی، لیکن کیا وہ شخص اتنا ہی سنگ دل ہے ...
بے حس ہے ... پتھر ہے ... کہ اتنے لوگوں کو ایک ساتھ موت کے گھاٹ
اتارنے سے بھی نہیں چوکتا ... ضرور کوئی اور بات بھی ہے ... اور وہی
بات ہمارے ذہنوں میں نہیں آرہی ... کیوں خان غفار ... تم بتا سکتے ہو
وہ بات۔''

'' مم ... میں ... بھلا میں کیا بتاؤں ... میری تو عقل خود دنگ
ہے۔'' انہوں نے فوراً کہا۔

'' ہوں ! یہ بھی ٹھیک ہے ... خطوط روشن ستارہ لکھا کرتا تھا،
ہدایات نا معلوم آدمی دیا کرتا تھا، گویا روشن ستارہ کے مرنے کے بعد
اس نا معلوم آدمی کے خلاف ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ...'' انسپکٹر

جمشید نے کہا۔

'' ابا جان! ہم یونہی اُلجھ رہے ہیں، مجرم کا مقصد صرف اور صرف
انکل خان غفار کو خوف زدہ کرنا تھا اور بس ...'' فرزانہ بولی۔

'' ہوں! اب تو میں بھی یہی سوچنے پر مجبور ہوں اور کوئی مقصد
سمجھ میں نہیں آرہا ہے ... لیکن فرزانہ ...'' انسپکٹر جمشید کہتے کہتے رک
گئے ... ان کے چہرے پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

'' جی فرمایئے۔''

'' ہم مان لیتے ہیں کہ مجرم پورے شہر پر اپنی یعنی روشن ستارہ کی
دھاک بٹھا دینا چاہتا تھا ... اس کوٹھی میں بے شمار لوگ جب موت کے
گھاٹ اُتر جاتے اور صبح کے اخبارات میں یہ ہولناک خبر شائع ہوجاتی تو
ساتھ ہی لوگوں کو یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ روشن ستارہ نے خبردار کیا تھا،
لیکن خان غفار نے احتیاط نہیں کی ... تو پھر پورے کا پورا شہر بھی روشن
ستارہ میں دلچسپی لینے پر مجبور ہوسکتا تھا اور چند دنوں میں ہی وہ لاکھوں
روپے کما لیتے ... لیکن مشکل یہ ہے کہ ... مجھے فون کس نے کیا تھا ...
خانساماں کا کہنا ہے کہ اس نے فون نہیں کیا تھا ... اگر اس نے فون نہیں
کیا تو پھر کس نے فون کیا ... کیونکہ موت کی یہ دعوت ... یا فون کرنے
والے کے الفاظ کے مطابق، یہ خونی کھیل اس فون کی وجہ سے رُکا ہے
... تو پھر وہ شخص اپنے آپ کو ظاہر کیوں نہیں کر دیتا۔''

یہ کہہ کر انہوں نے ایک بار پھر سب پر ایک نظر ڈالی ... کمرے

میں اب سنسنی کا ایک ایسا عالم طاری تھا کہ ہر کوئی اپنے دل کی دھڑکنیں صاف سن رہا تھا۔

"ابا جان! اس موقعے پر میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں..." محمود بے چین ہو کر بولا۔

"ضرور کہو بھئی... کیوں نہیں۔"

"انکل خان غفار نے اس مرتبہ آپ کو دعوت نہیں دی تھی، آخر کیوں؟"

اوہ ہاں! یہ سوال بھی بہت اہم ہے... کیوں خان غفار... لیکن نہیں... تم تو اس کی وجہ پہلے ہی بتا چکے ہو... کہ میں شریک تو ہوتا نہیں تھا، اسی لیے اس بار تم نے بھی دعوت نہیں دی، کیوں یہی بات ہے نا۔"

"ہاں بالکل! میں پانچ سال سے متواتر تمہیں دعوت دے رہا ہوں، لیکن تم نے ایک بار بھی شرکت نہیں کی..." وہ بولے۔

"لہٰذا اس بار تم نے دعوت ہی نہیں دی..." انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"بالکل، لیکن تم نے یہ بات چبھتے ہوئے انداز میں کیوں کہی۔"

"بس ایسے ہی... آؤ بھئی چلیں... اب یہاں ٹھہر کر کیا کریں گے..." اچانک انہوں نے کہا۔

"جی کیا مطلب... کیا آپ اس کیس کو حل نہیں کریں گے..."

"کیوں نہیں حل کروں گا، لیکن یہاں اب ہمارا کام ختم ہو گیا

ہے... صبح دیکھیں گے۔"

"ہمارا خیال تھا... یہ معاملہ اسی وقت ختم ہو جائے گا..." فرزانہ مایوسانہ لہجے میں بولی۔

"میرا بھی پہلے یہی خیال تھا، لیکن... معاملہ حد درجے اُلجھا ہوا ہے، اس پر غور کرنا ہوگا... لہٰذا صبح تک ہم اس پر غور کریں گے اور صبح پھر یہاں حاضر ہوں گے... باقی سب حضرات سے بھی درخواست ہے کہ صبح سویرے یہاں ضرور پہنچ جائیں... تاکہ اس معاملے کو ختم کر دیا جائے..." انہوں نے پُراسرار لہجے میں کہا۔

سب نے حیران ہو کر ان کی طرف دیکھا، لیکن کوئی کچھ نہ بولا... خان غفار کے چہرے پر شدید اُلجھن نظر آ رہی تھی، آخر وہ سب باہر نکل آئے۔

"بھئی جمشید... یہ کیا..." خان رحمان حیران ہو کر بولے۔

"بہت دنوں بعد جمشید بہت زیادہ پُراسرار نظر آ رہا ہے..." پروفیسر داؤد مسکرائے۔

"اور میرا خیال ہے... ابا جان مجرم کو پہچان چکے ہیں۔"

"ہاں! اس میں کوئی شک نہیں..." انہوں نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

☆☆☆

"تو پھر بتایئے نا ابا جان... کون ہے مجرم؟"

"مجرم کا نام اس قدر آسانی سے نہیں بتایا جاسکتا، ذہنوں پر زور دو... صبح تک کا وقت تمہارے پاس ہے۔"

"لیکن ابا جان، ہم مجرم کا نام کس طرح جان سکتے ہیں... ابھی تک تو ہمیں مقصد بھی نہیں معلوم ہو سکا۔"

"بھئی مقصد دولت سمیٹنا ہی سمجھ لو۔"

"جی بہتر... چلو بھئی... کرو غور..." فاروق نے بے چارگی کے عالم میں کہا... پروفیسر داؤد اور خان رحمان بے ساختہ مسکرا دیے۔

"بھئی اس قدر جلدی کی ضرورت نہیں... تمہارے پاس صبح تک کا وقت ہے..." انسپکٹر جمشید بولے۔

"بھئی جمشید... اپنے اپنے گھر جا کر سوچنے میں مزا نہیں آئے گا..." ایسے میں خان رحمان نے نئی بات کہی۔

"جی انکل... کیا مطلب... سوچنے میں بھی کہیں مزا آتا ہے، سوچنے میں تو بس جھنجلاہٹ ہوتی ہے..." فرزانہ حیران ہو کر بولی۔

"چلو یہی سہی، لیکن جھنجلاہٹ بھی تو مزے دار قسم کی ہونی چاہیے..." خان رحمان نے کہا۔

"جی بہتر... تو پھر اس جھنجلاہٹ کو مزے دار کس طرح بنایا جائے..." فاروق بے چارگی کے عالم میں بولا۔

"اس طرح کہ ہم سب تمہارے ہاں چلتے ہیں... وہاں سب

لوگ مل کر سوچیں گے۔"

"لیکن اس کی ضرورت ہی کیا ہے... جب کہ جمشید کو مجرم کا نام معلوم ہے..." پروفیسر داؤد بولے۔

"اس طرح مزا نہیں آتا... ہم سب کے سب غور کریں گے اور دیکھیں گے کہ کون مجرم کا نام معلوم کرسکتا ہے۔"

"بالکل ٹھیک... آؤ اب چلیں..." یہ کہہ کر وہ گاڑیوں کی طرف بڑھے۔

"اور ہاں! میں ذرا ایک فون بھی کروں گا، لیکن جیب سے نہیں... پبلک فون بوتھ سے..." انسپکٹر جمشید بولے۔

"گویا ہم سب سے چھپا کر کریں گے..." فاروق نے منہ بنایا۔

"یہی بات ہے..." انہوں نے مسکرا کر کہا اور فاروق کا منہ اور بن گیا... پروفیسر داؤد ہنس پڑے۔

گھر پہنچنے سے پہلے ہی وہ ایک پبلک فون بوتھ سے کسی کو فون کرچکے تھے... گھر پہنچے تو بیگم جمشید کھانا لگائے بیٹھی تھیں۔

"بھئی واہ... بھابی ہوں تو ایسی..." خان رحمان خوش ہو کر بولے۔

"تین بار کھانا گرم کرچکی ہوں... اب پھر ٹھنڈا ہو چلا ہے..." وہ بولیں۔

"تو پھر مہربانی فرما کر اسے چوتھی اور آخری مرتبہ گرم کر لاؤ..." انسپکٹر جمشید بولے۔

"بھئی جمشید... بھوک بہت لگی ہے... اب کون گرم ہونے کا انتظار کرے..." خان رحمان نے کہا اور کھانے پر ٹوٹ پڑے۔

ایک منٹ بعد ہی کھانا ختم ہوگیا... کیونکہ بیگم جمشید نے اتنے لوگوں کا کھانا تو تیار کیا نہیں تھا:

"ارے بھابی... یہ کیا... کھانا تو ختم بھی ہوگیا۔"

"اس میں بے چارے کھانے کا کیا قصور..." وہ بولیں... اور صحن میں ہنسی کی آواز گونج اٹھی۔

لیکن فکر نہ کریں... میرے پاس انتظام ہے... ایک منٹ بھی نہیں لگے گا... آؤ سلمیٰ بھابی... ذرا میری مدد کرو..." انہوں نے بعد میں بیگم ظہیر سے کہا۔

یہ کہہ کر وہ اٹھیں اور باورچی خانے میں چلی گئیں... فوراً ہی وہ کچھ ریڈی میڈ چیزیں اٹھا لائیں اور وہ ایک بار پھر شروع ہو گئے... اس بار کی چیزیں سب کو کافی ہوگئیں۔

"اب ہم نہایت اطمینان سے غور کرسکیں گے..." خان رحمان نے کہا۔

"کیا مطلب... کیا ابھی اور کام کرنے کا ارادہ ہے... آرام نہیں کریں گے..." بیگم جمشید نے پریشان آواز میں کہا۔

"نہیں بیگم... آج ہمارا سونے کا پروگرام نہیں ہے... اس کے بجائے غور کرنے کا پروگرام ہے... یہ اور بات ہے کہ میں غور کرنے والوں میں شامل نہیں ہوں گا، لیکن اب یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ باقی تو سب غور کریں اور میں آرام کروں... لہٰذا میں بھی سب کے ساتھ بیٹھوں گا۔"

"تب پھر میں بھی آرام کر کے کیا کروں گی... میں بھی غور کرلیتی ہوں..." انہوں نے معصومانہ انداز میں کہا۔

اور وہ بے ساختہ ہنس دیے۔

"لیکن امی جان... آپ غور کس بات پر کریں گی..." فرزانہ بولی۔

"جس پر تم لوگ کرو گے..." انہوں نے کہا۔

"اور کیا... بالکل ٹھیک..." شائستہ بیگم بولیں۔

آخر انہیں بھی حالات سنائے گئے اور پھر سب سوچ میں گم ہوگئے... قریباً نصف گھنٹے کے بعد بیگم جمشید نے سر اوپر اٹھایا:

"ابھی تک میری سمجھ میں تو خاک بھی نہیں آیا۔"

اور وہ مسکرا کر رہ گئے... سوچتے ہوئے انہیں بہت دیر گزر گئی... کسی نے یہ اعلان نہ کیا کہ اس کی سمجھ میں ساری بات آگئی ہے... آخر تنگ آکر انسپکٹر جمشید بولے:

"بھئی... آخر کب تک سوچنے کا ارادہ ہے؟"

'' جب تک بات سمجھ میں نہ آجائے۔''

'' لیکن میرا خیال ہے کہ معاملہ کسی کی سمجھ میں نہیں آئے گا ...'' انہوں نے کہا۔

'' جی کیا مطلب ...'' محمود حیران ہو کر بولا۔

'' معاملے کو سمجھنے کا تعلق ایک خاص چیز سے ہے ... اور اس خاص چیز سے آپ میں سے کسی کو بھی واسطہ نہیں پڑا ... لہٰذا اگر آپ کی سمجھ میں نہیں آرہا تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔''

'' جمشید ... تم کیا کہنا چاہتے ہو؟''

'' جو کچھ بھی کہوں گا ... صبح سب کے سامنے ہی کہوں گا، کیوں کہ اس طرح مزا نہیں آئے گا ...'' انہوں نے کہا۔

اور وہ سب ان کی طرف دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔

☆☆☆☆☆

کیا مطلب

صبح ناشتے کی میز پر انسپکٹر جمشید نے ان سے کہا:

'' ناشتے کے بعد ہم خان غفار کی طرف روانہ ہو جائیں گے ... اس سے پہلے پہلے اگر کسی کی سمجھ میں کوئی بات آئی ہو تو بتا سکتے ہیں۔''

کوئی کچھ نہ بولا ... سب کے چہروں پر ناکامی صاف لکھی نظر آئی۔

'' میرا بھی یہی خیال تھا کہ کوئی مجرم تک نہیں پہنچ سکے گا۔''

'' جب تمہارا یہی خیال تھا تو ہمیں رات کو کیوں جگایا ... سونے کے لیے کہہ دیتے ...'' خان رحمان نے بھنا کر کہا۔

'' لیکن آپ سب تو سوچنے پر تلے ہوئے تھے ... میرے کہنے سے کیا ہوتا ...'' وہ مسکرائے۔

'' چلو خیر ... اب آپس میں لڑنے کا کیا فائدہ ... تھوڑی دیر بعد یہ جھگڑا ختم ہو رہا ہے ...'' پروفیسر داؤد بولے۔

'' لیکن پروفیسر صاحب ... ہم لڑ کب رہے ہیں ...'' خان رحمان

بولے۔

"اوہ اچھا... نہیں لڑ رہے ... یہ تو اور بھی اچھی بات ہے ..." انہوں نے خوش ہو کر کہا۔

"آج کہیں ہماری روحیں بڑوں میں تو حلول نہیں کر گئیں ..." فاروق نے بوکھلا کر کہا اور سب مسکرانے لگے۔

ناشتے کے بعد وہ گاڑیوں میں خان غفار کی طرف روانہ ہوئے، وہ پہلے ہی ان کا انتظار کر رہے تھے ... باقی سب لوگ بھی ان سے پہلے ہی پہنچ چکے تھے ... اکرام اور اس کے ماتحت بھی موجود تھے ... شاید انسپکٹر جمشید انہیں رات ہی ہدایت دے چکے تھے۔

"کیا رہا جمشید؟" خان غفار پریشان آواز میں بولے۔

"کس سلسلے میں بھئی۔"

"اسی معمے کے سلسلے میں۔"

"ابھی ہر بات کی وضاحت کر دوں گا ... فکر نہ کرو ..." انہوں نے مسکرا کر کہا۔

"اوہ! وہ بولے۔

پھر سب لوگ ڈرائنگ روم میں آ کر بیٹھ گئے ... ایسے میں انسپکٹر جمشید بولے:

"اس سے پہلے کہ میں بات شروع کروں ... ڈرائنگ روم کے دروازے بند کر لیں ... تاکہ مجرم بھاگنے کی کوشش نہ کر سکے۔"

"کیا مطلب کیا مجرم ہم میں موجود ہے؟" خان غفار اچھل پڑے۔

"ہاں! اس میں کوئی شک نہیں ..." انسپکٹر جمشید بولے۔

"اوہ!" ان سب کے رنگ اڑ گئے ... پیشانیوں پر بل پڑ گئے ... آ کر ان کی ہدایت پر اکرام کے ماتحتوں نے دروازے اور کھڑکیاں بند کر دیں ... اب انسپکٹر جمشید نے کہنا شروع کیا:

"یہ ایک بہت ہی سیدھا سادا اور معمولی سا کیس ہے، لیکن مجرم نے اپنی ذہانت سے کام لے کر اسے خوب اُلجھا دیا تھا ... اگر اس سے ایک غلطی نہ ہو جاتی تو شاید میں بھی اسے نہ پہچان سکتا ... لیکن وہ جو کسی نے کہا ہے نا کہ جرم چھپ نہیں سکتا، تو غلط نہیں کہا، بڑے سے بڑے مجرم سے بھی غلطی ضرور ہوتی ہے ... چاہے معمولی غلطی ہی کیوں نہ ہو اور وہ اس معمولی سی غلطی سے ہی پکڑا جاتا ہے ... اس کیس میں بھی بالکل یہی ہوا اور ایک چالاک ترین مجرم ایک ننھی سی غلطی کی وجہ سے مار کھا گیا ... اب میں آپ کو مجرم کا پروگرام بتاتا ہوں ... مجرم دراصل دولت کا بہت بھوکا ہے ... دولت پر مرا جاتا ہے اور چاہتا تھا کہ بس جلد از جلد لاکھوں روپے حاصل کر لے ... اور پھر ان کے بل پر عیش کرے ... حالانکہ یہ خیال بالکل فضول ہے، اول تو راتوں رات حاصل کی ہوئی دولت جائز نہیں ہوتی، دوسرے یہ کہ وہ کسی صورت بھی راس نہیں آتی ... اور پھر جرم بھی ظاہر ہو کر رہتا ہے ... یہی ہمارے اس بار

کے مجرم کے ساتھ ہوا... اس نے منصوبہ بہت خوبصورت بنایا تھا... شاید
ایک لمبے عرصے تک سوچتا رہا ہے... جب اچھی طرح سوچ چکا اور یہ
سمجھ چکا کہ منصوبے میں اب کوئی خامی نہیں رہی تو پھر اس پر عمل شروع
کیا... سب سے پہلے تو اس نے تین بے روزگار نجومیوں کو گانٹھا... اور
ایک چڑیا گھر کے ریٹائرڈ ملازم سے رابطہ قائم کیا... پھر باقاعدہ پروگرام
شروع کردیا... اس کا پروگرام یہ تھا کہ نجومی غلام شاہد عرف روشن ستارہ
کو شہر بھر میں اس قدر مشہور کردے کہ اس کے پاس قسمت کا حال
جاننے والوں کا ہجوم اکٹھا ہو جائے اور اس طرح وہ لاکھوں روپے سمیٹ
لے... اس نے آہستہ آہستہ روشن ستارے کو شہرت دینا شروع کی... وہ
لوگوں کو اس کے ذریعے سے خطوط لکھوانے لگا کہ فلاں فلاں تاریخیں
تمہارے لیے منحوس ہیں... ان تاریخوں میں گھر سے باہر نہ نکلنا... یا یہ
کام نہ کرنا، وہ نہ کرنا... جو لوگ اس کی طرف توجہ نہ دیتے... انہیں ان
تاریخوں میں کوئی نقصان پہنچا دیا جاتا... یہ کام وہ ڈنکا اور باقی دو
نجومیوں سے لیتا... ضرورت پڑنے پر خود بھی میدان میں کود پڑتا...
کیونکہ وہ ایک منجھا ہوا مجرم ہے... نہ جانے کب سے جرائم کی دنیا میں
رہ رہا ہے... اس طرح آہستہ آہستہ روشن ستارہ بہت مشہور ہوگیا اور
بہت معقول رقم روزانہ حاصل ہونے لگی، لیکن وہ تو روشن ستارے کو ایک
ایسے مقام پر پہنچا دینا چاہتا تھا کہ اس کے نام کا ڈنکا بجنے لگے، پروگرام
پہلے سے طے تھا، لہٰذا مناسب وقت پر اس پر بھی عمل شروع کیا گیا...

پہلا کام یہ کیا گیا کہ خان غفار صاحب کے چڑیا گھر کے ملازم کو کار کے
حادثے میں زخمی کردیا گیا، خان غفار نے چڑیا گھر کے لیے ملازم کا
اشتہار اخبار میں دیا تو ڈنکا کو بھیج دیا گیا... کسی اور کو انٹرویو کے لیے
آنے ہی نہیں دیا گیا یا کوئی آیا ہی نہیں... دونوں باتیں ہوسکتی ہیں...
بہرحال ڈنکا کو ملازم رکھ لیا گیا... اب عوت کا وقت آیا، ڈنکا کو مجرم
نے ہدایات دیں... ان ہدایات کے مطابق پہلا کام یہ کیا گیا کہ سانپ
اور بچھو میزوں کی درازوں میں رکھ دیے گئے... خبردار کر دینے والے
تین چار خطوط پہلے ہی لکھ دیے گئے تھے، لیکن خان غفار صاحب نے ان
خطوط کی طرف کوئی توجہ نہیں دی تھی... نہ صرف یہ کہ توجہ نہیں دی...
بلکہ مجھے بلانے کا خیال تک بھی انہیں نہ آیا... لیکن ہوا یہ کہ کسی مہربان
نے اس خونی کھیل کو بھانپ لیا، جو اس کوٹھی میں کھیلا جانے والا تھا،
چنانچہ انہوں نے مجھے فون کیا اور فون بھی خانساماں بن کر کیا... مجھ سے
کہا گیا کہ اس کوٹھی میں ایک خونی کھیل کھیلا جانے والا ہے... اور یہ کہ
اس خونی کھیل کو کھیلنے جانے سے اگر کوئی روک سکتا ہے تو میں... چنانچہ
ہم یہاں پہنچ گئے... ہمارے سامنے ہی دھوئیں کا بم مارا گیا... اور پھر
کھانے میں زہر والا معاملہ پیش آیا... میں چونکہ پہلے ہی خونی کھیل کے
سلسلے میں خبردار تھا، اس لیے میں نے کھانے میں زہر کے امکان کو پہلے
سے ذہن میں رکھا اور یہی بات ثابت بھی ہوئی... آج کے اخبارات
میں یہ خوفناک خبر شائع ہوچکی ہے کہ پچاس کے قریب آدمی موت کا

نوالہ بننے سے بال بال بچ گئے ... اس کی تفصیل بھی شائع ہوچکی ہے اور اس تفصیل میں روشن ستارے کے تین خطوط کا بھی ذکر ہے ... اب آپ لوگ سمجھ ہی سکتے ہیں، اخبارات میں یہ ساری تفصیل پڑھ کر کمزور اعتقاد کے لوگ روشن ستارے کی طرف نہیں بھاگیں گے تو اور کیا کریں... یہ اور بات ہے کہ ہماری دخل اندازی کی وجہ سے بے چارہ روشن ستارہ غروب ہوچکا ہے اور اب لوگ اس کے دھوکے میں نہیں آئیں گے ... یہ تھا مجرم کا پروگرام ... آج سے بے تحاشہ دولت اسے ملنے لگتی ... اور یہ سلسلہ نہ جانے کب تک جاری رہتا ... لیکن بھلا ہو اس فون کا ... جو مجھے کسی نے کیا ... اب یہ بھی سُن لیں کہ جس کسی نے فون کیا ... بغیر وجہ کے نہیں کیا ... اگر اسے کسی طرح اس خوفناک پروگرام کا پتا لگ گیا تھا اور اس نے مجھے فون کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا تو اسے اپنا نام چھپانے کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ وہ مجرم تو تھا نہیں، لیکن ہم اس سے یہ ضرور پوچھتے کہ اسے مجرم کے پروگرام کا پتا کس طرح چلا اور اسی لیے اس نے اپنے آپ کو ظاہر نہیں کیا۔''

''جی کیا مطلب ... اس نے اپنے آپ کو کیوں ظاہر نہیں کیا۔''

''تاکہ اس سے یہ نہ پوچھا جا سکے کہ اسے اس خونی کھیل کا کس طرح پتا چلا۔''

''آپ ... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟''

''یہ کہ دراصل مجرم نے خود ہی فون کیا تھا۔''

''جی ... کیا مطلب؟'' وہ سب اُچھل پڑے۔

☆☆☆

ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں ... کمرے میں موت کا سناٹا طاری ہوگیا:

''آپ کیا کہنا چاہتے ہیں ابا جان ... فون آپ کو مجرم نے کیا تھا؟''

''ہاں! میں یہی کہنا چاہتا ہوں، کیونکہ مجرم نے ہولناک پروگرام بنایا ضرور تھا، لیکن درحقیقت سب لوگوں کو موت کے گھاٹ اُتارنے کا اس کا پروگرام ہرگز نہیں تھا ... وہ تو بس روشن ستارے کی شہرت چاہتا تھا ... لہٰذا موت کے اس پروگرام کو روکنے کی اس نے یہ ترکیب نکالی کہ مجھے فون کر دیا ... خانساماں کے نام سے۔''

''اوہ!'' وہ سب ایک ساتھ بولے۔

''ہاں! تاکہ میں خطرے کو بھانپ لوں اور مہمانوں کو کھانا نہ کھانے دوں ... تاہم اگر میں ایسا نہ کر پاتا تو پھر یہ خود چلّا اُٹھتا ... کہ کھانے میں زہر ہے اور اسے اتفاق سے یہ بات معلوم ہوگئی ہے ... لیکن ہوا یہ کہ میں نے ہی اس خطرے کو بھانپ لیا ... اور وہ خود سامنے آنے سے بچ گیا، لیکن اس کی بدقسمتی کہ محمود، فاروق اور فرزانہ روشن ستارے کے خیمے میں پہنچ گئے ... وہاں روشن ستارہ ان پر جھپٹ پڑا،

لیکن ان کے بجائے روشن ستارہ کا ساتھی ڈنکا مارا گیا ... ڈنکا یہاں سے اس لیے فرار ہوا تھا کہ میزوں کی درازوں سے سانپ اور بچھو برآمد ہونے کا مطلب صرف اور صرف یہ تھا کہ انہیں ڈنکا نے رکھا تھا ... لہٰذا پکڑے جانے کے ڈر سے وہ بھاگ نکلا ... اور سیدھا روشن ستارے کے پاس چلا گیا، وہاں یہ تینوں پہنچ چکے تھے، چنانچہ ڈنکا روشن ستارے کے ہاتھوں مارا گیا ... اب روشن ستارہ خوف زدہ ہوگیا ... اور ان کے مقابلے سے بھاگ نکلا ... چونکہ یہ بات سے واقف تھا ... لہٰذا بھیس بدل کر باس سے جا کر ملا ... مجرم کو اپنا سارا پروگرام درہم برہم ہوتا نظر آ گیا ... اس نے سوچا ... قتل کے جرم میں روشن ستارہ گرفتار ہوجائے گا اور اس کا نام لے دے گا ... لہٰذا وہ اس کے پیچھے بھاگ کھڑا ہوا ... روشن ستارہ بھاگ جا رہا تھا کہ محمود، فاروق اور فرزانہ نے اسے دیکھ لیا ... یہ بھی اس کے تعاقب میں لگ گئے اور مجھے بھی فون کر دیا ... میں روانہ ہوا، لیکن بہت دیر سے، کیونکہ مجھے مجرم کو پہچاننے کے سلسلے میں ریکارڈ روم جانا ضروری معلوم ہوا تھا ... اور جب میں جنگل میں پہنچا تو روشن ستارہ مارا جا چکا تھا ... مجرم صاحب نے پستول اس کے ہاتھ میں تھما دیا تھا ... تاکہ کیس خودکشی کا معلوم ہو، لیکن ان بے چارے کو تین فائر کرنے پڑے، تب کہیں جاکر گولی روشن ستارے کی کن پٹی میں لگی ... خودکشی کرنے والا اپنے آپ پر تین فائر نہیں کر سکتا ... کیونکہ اسے نشانہ نہیں لینا ہوتا ... اسے تو نالی کن پٹی پر رکھ کر فائر کرنا ہوتا ہے، دوسرا فائر کرنے

کی مہلت بے چارے کو کہاں ملتی ہے ... اس طرح ہمیں معلوم ہوگیا کہ روشن ستارے نے خودکشی نہیں کی، اسے قتل کیا گیا ہے ... اور اس کے قتل ہوتے ہی بے چارے مجرم کا سارا منصوبہ خاک میں مل گیا، لیکن اب اسے اپنے آپ کو گرفتاری سے بچانا تھا ... اور وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ اس کے بارے میں کوئی شک بھی نہیں کر سکے گا ... شاید یہ ہوتا بھی، لیکن میں کہہ چکا ہوں کہ اسے اس کی ایک ننھی سی غلطی لے بیٹھی ...''
یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہوگئے۔

''کون سی غلطی ابا جان!'' محمود بے چین ہو کر بولا۔

''کیوں خان غفار ... مجرم نے کون سی ننھی سی غلطی کی؟'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''کیا مطلب ... بھلا میں کیا بتا سکتا ہوں کہ اس نے کون سی ننھی سی غلطی کی ہے ... یہ تو تم مجرم سے پوچھو ...'' خان غفار نے بھڑک کر کہا۔

''میرا خیال تھا ... شاید تم بتا سکتے ہو ... خیر ... میرا خیال غلط بھی تو ہوسکتا ہے ...'' انہوں نے پُر اسرار انداز میں کہا۔

''آ ... آپ ... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں ابا جان ...'' فرزانہ دھک سے رہ گئی۔

''کچھ بھی نہیں ... میں تو کچھ بھی نہیں کہنا چاہتا ...'' وہ بولے۔

''جی! یہ کیا بات ہوئی ...'' فاروق نے انہیں گھورا۔

"مجرم کو چاہیے تھا ... وہ مجھے خود فون نہ کرتا ... فون بھی روشن ستارے یا کسی اور سے کراتا ... آخر اسے کیا ضرورت تھی مجھے خود فون کرنے کی ... اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ میں نے اسے پہچان لیا ہے، اگرچہ اس نے بات آواز بدل کر کی تھی، لیکن اس کے باوجود وہ خود کو چھپا نہیں سکا۔"

"تو کیا وہ بدلی ہوئی آواز پر قابو نہ رکھ سکا ..." محمود جلدی سے بولا۔

"نہیں! یہ بات نہیں ... اس نے آواز تو بہت کامیابی کے ساتھ بدلی تھی، لیکن اپنی ایک عادت کے ہاتھوں مار کھا گیا۔"

"جی کیا مطلب!!!" وہ چلا اٹھے۔

☆☆☆☆☆

مجرم

چند لمحوں کے لیے خاموشی چھا گئی، ہر کوئی انسپکٹر جمشید کو گھور رہا تھا، سب کے دل بُری طرح دھڑک رہے تھے، آخر خان غفار نے شدید اُلجھن کے عالم میں کہا:

"جمشید آخر تم کیا کہنا چاہتے ہو ... کیا تمہارا اشارہ میری طرف ہے ... کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں ہی وہ مجرم ہوں ... جس نے روشن ستارہ نجومی اور کچھ دوسرے لوگوں کو ساتھ ملا کر علم نجوم کا چکر چلایا اور لاکھوں روپے سمیٹنے کا پروگرام بنایا ... کیا میں خود ہی اپنے گھر میں وہ خونی کھیل کھیل رہا تھا ... آخر مجھے ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی ..." وہ بے تابانہ انداز میں کہتے چلے گئے۔

"میں کہہ چکا ہوں، مجرم اپنی ایک عادت کے ہاتھوں مار کھا گیا ... اس نے مجھے فون کیا تھا، پھر میں نے خود اسے فون کیا، اس طرح میں نے دو بار اس کی آواز سنی ... اور آواز اچھی طرح میرے ذہن میں بیٹھ گئی ... ہم یہاں آئے تو خانساماں صاحب سے بھی ملاقات ہوئی ...

ان کی آواز سُنی تو آواز وہی تھی ... لیکن ان کا کہنا تھا، فون انہوں نے نہیں کیا، اس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ فون جس نے بھی کیا تھا ... خانساماں کی آواز میں کیا تھا ... ورنہ انہیں یہ بات چھپانے کی کیا ضرورت تھی، ان کا مقصد تو نیک تھا ... اب مجھے کوٹھی میں کسی ایسے آدمی کی تلاش تھی جس نے مجھے خانساماں کی آواز میں فون کیا تھا ... اور آخر میں اس آدمی کو تلاش کرنے میں کامیاب ہوگیا ... جونہی میں کامیاب ہوا، پوری کہانی میرے ذہن میں صاف ہوگئی ...'' یہاں تک کہہ کر انسپکٹر جمشید خاموش ہوگئے۔

'' لیکن افسوس ... کہانی تو کیا، کہانی کا نام و نشان بھی ہمارے ذہنوں میں ابھی تک صاف نہیں ہوا ...'' فاروق نے منہ بنایا اور کئی چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

'' فکر نہ کرو ... اب زیادہ دیر نہیں لگے گی ...'' فرزانہ نے منہ بنایا۔

'' اچھا ... تم کہتی ہو تو نہیں کروں گا فکر ... ویسے آج کل ضرورت بہت ہے ...'' فاروق بولا۔

'' کس بات کی؟'' محمود حیران ہو کر بولا۔

'' فکر کرنے کی۔''

'' دھت تیرے کی ... کس قدر سنجیدہ بات ہو رہی تھی ... اپنی ٹانگ اڑا بیٹھے حضرت۔''

'' ہاں تو ابا جان ... آپ کیا کہہ رہے تھے ... آپ نے اس آدمی کو تلاش کر لیا جس نے خانساماں صاحب کی آواز میں بات کی تھی ... آخر وہ کون ہے ... جلدی بتائیے ... مارے بے چینی کے میرا بُرا حال ہے۔''

'' تمہارا ہی نہیں ... سب کا بُرا حال ہے ...'' فرزانہ بولی۔

'' اور ابا جان ہیں کہ اور بھی بُرا حال کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔'' فاروق نے فوراً کہا۔

'' لو بھئی خان رحمان ... میں تو بات کر چکا مکمل ...'' انسپکٹر جمشید بے چارگی کے عالم میں بولے۔

'' محمود، فاروق ... فرزانہ ... خدا کے لیے ... چند منٹ کے لیے خاموش ہو جاؤ ... اس کے بعد تم لوگوں کو کھلی چھٹی ہوگی۔''

'' بہت بہت شکریہ! یہ بات اگر آپ نے پہلے ہی بتا دی ہوتی تو ہم بولتے ہی نہ ...'' فاروق خوش ہو کر بولا۔

'' مجرم نے سوچا تھا ...'' انسپکٹر جمشید نے پھر کہنا شروع کیا: '' کہ خان غفار بہت اہم حیثیت کے آدمی ہیں، جب روشن ستارہ کی پیش گوئیوں کے مطابق ان پر بلائیں نازل ہوں گی تو اخبارات میں اس کی خوب شہرت ہوگی اور کمزور عقیدے کے دولت مند لوگ روشن ستارے کے گرد بھڑوں کی طرح جمع ہو جائیں گے اور پھر ان سے ہر روز اپنی مرضی کے مطابق دولت سمیٹی جا سکے گی ... ایک دو ماہ تک اس شہر میں

پروگرام جاری رہتا اور پھر یہ گروپ کسی دوسرے شہر میں جا ڈیرہ جماتا ... اس طرح سارے بڑے بڑے شہروں میں لوگوں سے دولت کے انبار جمع کرکے آخر یہ لوگ ملک سے باہر کھسک جاتے ... یہ تھا ان کا پروگرام ... اور یہ ہے ان کا دین ایمان ... یعنی دولت ... اور صرف دولت ... لیکن یہ لوگ کامیاب نہیں ہوسکے ... ایسی نیتیں رکھنے والے لوگ ضرور مارے جاتے ہیں ... آج کل دوسرے ممالک میں جانے کا جنون بھی حد سے بڑھ چکا ہے، جسے دیکھو، ملک سے باہر جانے کے لیے پَر تول رہا ہے ... مقصد کیا ہوتا ہے ... صرف دولت حاصل کرنا ... اور اس طرح بہت سے لوگ جعل سازوں کے چکر میں آ کر اپنی پونجی گنوا بیٹھتے ہیں ... دولت ... دولت ... دولت ... آخر کیا چیز ہے یہ دولت ... روز بروز اس کی ہوس بڑھتی ہی جا رہی ہے ... اور یہ ہوس خوفناک انجام سے لوگوں کو دو چار کر رہی ہے ... جیسے کہ ہمارے خانساماں صاحب شکار ہوگئے ... ''انسپکٹر جمشید اچانک خاموش ہوگئے۔

''جی ... کیا مطلب ... یہ کیا کہہ گئے آپ۔''

''ہاں ... میں نے ٹھیک کہا ... خانساماں نے ہی مجھے فون کیا تھا ... کسی نے ان کی آواز بدل کر فون نہیں کیا تھا ... اور دراصل یہ خانساماں بھی نہیں ہے ... ایک چھٹا ہوا جرائم پیشہ ہے ... میں نے اس کا سابقہ ریکارڈ بھی دیکھ لیا ہے ... یہ اس وقت بہترین میک اپ میں ہے، لیکن اس کی اُنگلیوں کے نشانات اس کے میک اپ کا پول کھول رہے

ہیں ... یہ سارا منصوبہ اس کا تھا ... پہلے اس نے ظہور سے دوستی گانٹھی ... پھر خان غفار کے خانساماں کو کسی طرح اِدھر اُدھر کر دیا، جس طرح چڑیا گھر والے ملازم رشید میاں کو کیا ... اور پھر یہاں ظہور کے ذریعے خانساماں کی جگہ حاصل کی ... کھانا پکانے کا یہ ماہر ہے ہی ... پھر ڈکا کو ملازم رکھوایا، مقصد یہ تھا کہ روشن ستارہ کا ستارہ خان غفار کے ذریعے سے چمکایا جائے ... یہ تھی کل کہانی ... اُمید ہے، اب آپ کی سمجھ میں ہر بات آ گئی ہوگی۔''

''لیکن ابا جان ... اس کا اصل نام کیا ہے؟''

''یہ مجرموں کی دنیا میں جیری کہلاتا ہے ... جرائم پیشہ لوگ اس سے کانپتے ہیں۔''

''بھئی جرائم پیشہ ہی نہیں ... تم لوگوں کو بھی کانپنا پڑے گا ...'' خانساماں کی خوفناک آواز سنائی دی۔

انہوں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا، اس کے ہاتھ میں ایک لمبا سا پستول تھا ... اور اس کی نالی کا رُخ انسپکٹر جمشید کی طرف تھا:

''یہ کیا بھئی ... تم نے تو پستول نکال لیا، ایسا بھی کیا ...'' انسپکٹر جمشید حیران ہو کر بولے۔

''ہاں اور کیا ... کوئی توپ نکالتے تو ایک بات بھی تھی ...'' فاروق نے شوخ آواز نکالی۔

''میں کہتا ہوں، ہاتھ اوپر اُٹھا دو ... ورنہ بھون کر رکھ دوں گا۔''

"لیجیے ... اب یہ حضرت خانساماں سے دانے بھوننے والے بن
گئے ..." فاروق بولا۔

"تو تم ہاتھ نہیں اُٹھاؤ گے ... تو پھر یہ لو ..." یہ کہہ کر اس نے
ٹریگر دبا دیا، لیکن ٹرچ ٹرچ کی آواز کے سوا کچھ بھی نہ ہوا۔

"بھول ہے بھئی تمہاری ... اس صورت میں کہ میں نے تمہاری
حقیقت جان لی تھی ... بھلا ہم کس طرح تمہارے پستول میں گولیاں
رہنے دیتے ... دراصل رات بھر ایک سادہ لباس والا کوٹھی کے اندر رہا
ہے اور تمہاری ایک ایک حرکت کو نوٹ کیا گیا ہے ... اس نے تمہیں میز
کی دراز میں پستول رکھتے بھی دیکھا تھا، پھر بھلا وہ اس میں گولیاں کس
طرح رہنے دیتا ... اب اس پستول کو اپنے سر پر مار لو۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی جیری نے پستول ان پر کھینچ مارا، لیکن وہ
بلا کی پھرتی سے جھک گئے اور پستول ان کے سر پر سے ہوتا ہوا دیوار
سے جا ٹکرایا ... اُدھر اس نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی ... لیکن
وہاں پہلے ہی محمود موجود تھا، اس نے اندازہ لگا لیا تھا ... کہ اب مجرم کیا
کرے گا ... لہٰذا اس کی ٹانگوں میں ٹانگ کیا اڑی کہ وہ اوندھے منہ گرا
... پھر کیا تھا ... فاروق اور فرزانہ نے اس پر چھلانگیں لگا دیں ... چند
منٹ بعد اس کے کس بل نکل چکے تھے ... اسے اکرام کے حوالے کر دیا
گیا:

"اس کے باقی ساتھیوں اور دولت چھپانے کی جگہ کا پتا چلانا

اب تمہارا کام ہے ..." انسپکٹر جمشید نے اکرام سے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں ... میں تو بہت دنوں سے اس کی تلاش میں
تھا ..." اکرام خوش ہو کر بولا۔

"لو بھئی خان غفار ... اب ہمیں اجازت دو ... اب کوئی نجومی
تمہیں پریشان نہیں کرے گا ... اور نہ تمہیں مستقبل کے بارے میں فکر
مند ہونے کی ضرورت ہے، کیونکہ آئندہ زندگی میں کیا ہونے والا ہے،
صرف اللہ کو پتا ہے اور ہمیں اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔"

"بہت بہت شکریہ جمشید۔"

اور وہ باہر نکل آئے:

"نہ جانے ہر کیس کے آخر میں ایسا کیوں ہوتا ہے کہ ہم وہاں
سے باہر نکل آتے ہیں اور گھر، دفتر یا اسکول کی راہ لیتے ہیں ..."
فاروق حسرت زدہ لہجے میں بولا۔

"تو اور تم کیا چاہتے ہو ... کیا ہونا چاہیے ..." فرزانہ نے تلملا
کر کہا۔

"جن لوگوں کے کیسے حل ہوتے ہیں ... آخر وہ ہمیں دو چار دن
اپنے ہاں رہنے کی دعوت تو دے ہی سکتے ہیں ..." فاروق بولا۔

"بھئی اگر ایسا ہے ... تو یہ دعوت میری طرف سے قبول کر لو ..."
خان رحمان بول اُٹھے۔

اور وہ مسکرانے لگے۔

☆....☆....☆....☆....☆

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز

مزید 30 ناول شائع ہو چکے ہیں

مخلص قاتل	قلمی مہمان	خطوط کا فریب
گمنام ہمدرد	سازش کا شکار	چائے کا کپ
کار کی تلاش	انوکھی چال	چال کا جواب
ہیرا دیوی	بوڑھا چہرہ	حویلی کا اسرار
ہیٹ والا	نوٹ بُک	ریچھ نُما آدمی
پستول والا	سیاہ فام	ستاروں کا کھیل
اوچھا وار	زخمی	آخری تصویر
بدنصیب ہوٹل	بھیانک رُوپ	بہت بڑی بلا
غریب ہیرے	انشارجہ کا جاسوس	کھردری آواز
منصوبے کا قاتل	موت کی مشین	نیلاب پُل

A-36 ایسٹرن اسٹوڈیوز کمپاؤنڈ، B-16 سائٹ، کراچی
0300-2472238, 32578273, 34268800
e-mail: atlantis@cyber.net.pk
www.inspector-jamshed-series.com